جلد ۵ — فروری ۱۹۶۴ء — شمارہ ۲

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپیہ — فی پرچہ ۶۰ پیسہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

انصار اللہ

فروری سنہ ۱۹۶۴ء

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:- چھ روپے ☆ فی پرچہ:- ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

طابع و ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم ۔ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ "انصار اللہ"

دار الصدر جنوبی ۔ ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۵ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۲

فروری ۱۹۶۴ء

مصلح موعود کی ایک عظیم الشان ظاہری برکت

کروڑوں اسیروں کی عدیم النظیر رستگاری

۲۰ فروری کا دن اسلام کی تاریخ میں ایک انتہائی اہم اور مبارک دن ہے۔ کیونکہ آج سے ۷۸ سال قبل عین اس تاریخ یعنی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر وہ عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی جو عرفِ عام میں "پیشگوئی مصلح موعود" کے نام سے موسوم ہے۔ اِس پیشگوئی کے رُو سے اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تضرعات کو سُن کر اور ہوشیارپور کے مقام پر کی گئیں آپ کی چالیس روزہ دعاؤں کو پایۂ قبولیت جگہ دے کر ایک عظیم الشان صفات والے اولوالعزم فرزند کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ اولوالعزم فرزندِ موعود خدا کے سایہ میں پرورش پاکر جلد جلد بڑھے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا میں دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کر دکھائے گا، وہ بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا، اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی، الغرض اُس کے وجود سے اسلام کو دنیا میں وہ سربلندی اور وہ عظمت و رفعت اور وہ شان و شوکت نصیب ہوگی کہ اسلام کی تمام مخالف طاقتیں لرزہ براندام ہوکر رہ جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامِ خاص کے ذریعہ آپ کو جو بشارت دی اُس کے الہامی الفاظ ایک اشتہار میں شائع کرتے ہوئے آپ نے رقم فرمایا:۔

"بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہٖ عزّ و جلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا

نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے، اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو، اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے، اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلعم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا...... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آتے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کأنّ اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے یہ عظیم الشان بشارت شائع کرنے کے ایک ماہ بعد اس

فرزندِ موعود کے متعلق مزید فرمایا:-

"بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہٖ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء بروز دوشنبہ)

یہ مہتم بالشان پیشگوئی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند دلبند گرامی ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ کی ذات والاصفات میں جس عظمت و شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور ایک زمانہ اس کا قائل و معترف ہے۔ اپنے اور پرائے سب اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ روئے زمین پر بسنے والے کروڑہا مسلمانوں میں سے صرف اور صرف یہی ایک نابغہ اور نادرِ روزگار وجود ہے جس نے انتہائی نامساعد حالات اور کمالی درجہ بے بضاعتی کے باوجود اس زمانے میں روئے زمین پر تبلیغ و اشاعت اسلام کے ایک ایسے وسیع نظام کی بنیاد ڈالی ہے جس کی نہ صرف اس زمانہ میں بلکہ ازمنہ گزشتہ میں بھی اور کوئی مثال نہیں ملتی۔ آج حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اس اولوالعزم فرزندِ موعود کے قائم کردہ تبلیغی نظام کی بدولت مشرق و مغرب کے ممالک میں اسلام کا پیغام اس شان سے پہنچ رہا ہے اور دنیا کی ہر قوم اور نسل کے لوگ ایسے والہانہ انداز میں اسلام کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں کہ وہ تمام مخالف مذاہب جو اسلام کو نابود کرنے کے درپے تھے اور ساری دنیا پر چھائے ہوئے تھے حیران و پریشان ہیں کہ اسلام کے تنِ مردہ میں یہ جوانی کی سی تب و تاب اور قوت و توانائی کیسے عود کر آئی کہ اب وہ دنیا میں پھیلتا اور آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مصلح موعود کے ہاتھوں دنیا میں اسلام کی یہ روز افزوں ترقی اُس کی عظیم الشان باطنی برکت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس عظیم الشان باطنی برکت کے علاوہ مصلحِ موعود کی ظاہری برکتیں بھی جن سے یہ دنیا متمتع ہو رہی ہے کچھ کم مہتم بالشان نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک عظیم الشان برکت یہ ہے کہ اُس کا وجود آج دنیا میں نہایت درجہ غیر معمولی رنگ میں اسیروں کی رستگاری کا موجب بنا ہوا ہے اور ہزاروں اور لاکھوں ہی نہیں کروڑوں کروڑ اسیر اس کے وجود کی برکت سے رستگاری سے ہمکنار ہو رہے ہیں اور ان کی رستگاری سے متعلق آئے دن دنیا بھر کے اخباروں میں خبریں شائع ہو ہو کر اس امر کو روز روشن کی طرح آشکار کر رہی ہیں کہ اس زمانہ میں پیشگوئی کا یہ حصہ بھی کمال آب و تاب کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ وہ کروڑوں کروڑ اسیر کون ہیں جنہیں مصلحِ موعود کے وجود کی برکت سے رستگاری نصیب ہوتی ہے اور برابر ہو رہی ہے؟ اس کے جواب کے لئے اُن اسباب و عوامل پر روشنی ڈالنی ضروری ہے جن کے تحت آج بہت وسیع پیمانے پر دنیا میں اسیروں کی رستگاری عمل میں آ رہی ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم ان اسباب و

عوامل اور مصلح موعود کے ساتھ ان کے تعلق کو واضح کرتے ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم ان اسباب و عوامل پر روشنی ڈالیں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ صراحت موجود تھی (جیسا کہ پیشگوئی کے آخری الفاظ "تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا" سے ظاہر ہے) کہ پیشگوئی کی ایک علامت پوری ہونے کے بعد خدا تعالیٰ خود مصلح موعود پر یہ انکشاف فرمائے گا کہ وہی اس پیشگوئی کا اصل اور حقیقی مصداق ہے۔ اس انکشاف کے بعد وہ اپنے مصلح موعود ہونے کا باقاعدہ اعلان کرے گا اور ایک ایک علامت کو جو اس کے وجود میں پوری ہو چکی ہو گی اس کے ثبوت میں پیش کرے گا۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں مقالہ افتتاحیہ ماہنامہ "انصار اللہ" بابت فروری ۱۹۶۳ء) چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیدائش کے ۵۵ سال بعد آپ کے وجود میں پیشگوئی کی ایک ایک علامت پوری ہو گئی، آپ نے قرآنی علوم کے دریا بہا کر اور "تفسیر کبیر" جیسی قرآن مجید کی عدیم النظیر تفسیر رقم فرما کر دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر فرما دیا اور آپ کے ہاتھوں دنیا کے کونے کونے میں اسلام کے تبلیغی مشنوں کا قیام عمل میں آنے سے زمین کے کناروں تک آپ کی شہرت پھیل گئی اور ہر رنگ و نسل کی قومیں اسلام میں داخل ہو ہو کر آپ سے برکت حاصل کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے ۵ اور ۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات ایک رؤیا کے ذریعہ آپ پر منکشف فرمایا کہ آپ ہی اس پیشگوئی کے مصداق اور مصلح موعود ہیں۔ اس انکشاف کے معاً بعد آپ نے مختلف شہروں میں جلسے منعقد کر کے اپنے مصلح موعود ہونے کا باقاعدہ اعلان فرمایا۔ ہر چند کہ اوّل دن سے ہی پیشگوئی کی علامتیں ایک ایک کر کے آپ کے وجود میں بین طور پر پوری ہوتی چلی آ رہی تھیں اور آپ کی ظاہری اور باطنی برکتیں زمین میں پھیل پھیل کر آپ کے مصلح موعود ہونے کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہی تھیں تاہم ۱۹۴۴ء میں آپ پر اس خدائی انکشاف اور اس انکشاف کی روشنی میں آپ کے باقاعدہ اعلان کے بعد آپ کی ظاہری و باطنی برکتیں اس قدر تیزی اور سرعت کے ساتھ بیک وقت تمام دنیا میں پھیلی ہیں اور اس وقت سے برابر پھیل رہی ہیں کہ ان کے تصور پر عقل دنگ ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وہ مخفی ارادے اور مخفی تدبیریں جنہیں اس نے مصلحتاً مخفی رکھا ہوا تھا آپ کے اعلان کے بعد یکدم بروئے کار آ گئیں اور انہوں نے دنیا کے حالات کو یکسر بدل کر دنیا میں اسلام کے غالب آنے کی راہ کو یکایک استوار کر ڈالا۔ خدا تعالیٰ کے انہی مخفی ارادوں اور مخفی تدبیروں میں سے ایک، دنیا کے کروڑوں کروڑ اسیروں کی رستگاری کا آسمانی منصوبہ بھی ہے اور اس منصوبہ کا غلبۂ اسلام کی آسمانی سکیم کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پیشگوئی کے بموجب مصلح موعود کا اصل کام اسلام کو ساری دنیا میں

پھیلانے کی آسمانی سکیم کو عملاً بروئے کار لانا تھا۔ سو آپ کی ظاہری اور باطنی برکتوں کے زمین پر پھیلنے کا تعلق آپ کے اسی مفوضہ کام سے تھا۔ اس کام کی انجام دہی میں سب سے بڑی روک یہ تھی کہ مغرب کی عیسائی طاقتیں اپنے سیاسی غلبہ و استیلاء اور بے پناہ مادی وسائل کے بل پوتے پر زمین پر چھائی ہوئی تھیں اور انہوں نے ایشیا اور افریقہ کے کروڑوں کروڑ انسانوں کو سیاسی اور مادی لحاظ سے اپنا اسیر بنا رکھا تھا۔ ادھر عیسائی طاقتوں کے اس ہمہ گیر غلبہ کی وجہ سے بہت طاقتور عیسائی مشنوں کی شکل میں عیسائیت نے مشرق و مغرب میں ہر جگہ اپنے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ وہ ایشیا اور افریقہ کے ان کروڑوں کروڑ انسانوں کو جسمانی غلامی کے ساتھ ساتھ روحانی اسیری کے بندھنوں میں جکڑتی چلی جا رہی تھی حتیٰ کہ خود مسلمان ہر جگہ لاکھوں کی تعداد میں اسلام کو خیرباد کہہ کہہ کر عیسائیت کے جنگل میں پھنستے چلے جا رہے تھے۔ سو گویا مغربی طاقتوں کا سیاسی غلبہ و استیلاء اور اس کی آڑ میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی غلبۂ اسلام کی راہ میں جو مصلح موعود کا اصل کام تھا سدِ سکندری بنی ہوئی تھی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر سنہ ۱۹۴۴ء میں اس انکشاف کے ساتھ ہی کہ آپ ہی ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مصداق اور مصلح موعود ہیں اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کی راہ سے اس سدِ سکندری کو اٹھا دینے کا فیصلہ فرما دیا۔ چنانچہ فی الحقیقت آپ کے دعویٔ مصلح موعود کے بعد آپ کی ایک عظیم الشان ظاہری برکت کے طور پر بہت ہی قلیل مدت کے اندر اندر یہ سدِ سکندری اپنی جگہ سے ہلنی شروع ہو گئی اور اب جبکہ آپ کے دعوے پر ابھی بیس سال کا عرصہ ہی گزر رہا ہے یہ سدِ سکندری ہماری آنکھوں کے سامنے ناپید ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس کے نتیجہ میں جہاں ایشیا اور افریقہ کے وہ کروڑوں کروڑ باشندے جو پہلے سیاسی لحاظ سے مغرب کی عیسائی طاقتوں کے اسیر تھے آزاد ہوتے چلے جا رہے ہیں وہاں دوسری طرف آپ کی باطنی برکت کے طور پر ان تمام آزاد کردہ علاقوں میں غلبۂ اسلام کی راہ دن بدن ہموار ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ علی الخصوص افریقہ کے ان نو آزاد علاقوں میں لوگوں کا میلان عیسائیت کی بجائے اسلام کی طرف دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

دنیا کے بدلے ہوئے حالات جن کے ہم چشم دید گواہ ہیں زمانہ کی اس نئی کروٹ پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔ یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ آپ کے دعویٔ مصلح موعود کے بعد سوا سال کے اندر اندر دوسری عالمگیر جنگ اختتام پذیر ہوئی اور اس کے اختتام پذیر ہونے کے ساتھ ہی یکایک ایسے حالات رونما ہوئے کہ برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، بلجیم اور پرتگال وغیرہ استعماری طاقتوں کو ایشیا اور افریقہ کے ان وسیع علاقوں پر سے جن پر انہوں نے ایک صدی سے بھی زائد عرصہ سے قبضہ جما رکھا تھا چار و ناچار اپنا اقتدار ختم کرنا پڑا۔ چنانچہ ایشیا اور افریقہ کے وہ تمام ممالک جو ان طاقتوں کے زیر نگیں تھے ایک ایک کر کے آزاد ہوتے چلے گئے۔ سب سے پہلے برصغیر جو مصلح موعود کا اپنا مولد و مسکن تھا آزاد ہوا اور بھارت اور پاکستان کی دو آزاد و خود مختار مملکتیں

معرضِ وجود میں آئیں۔ اس کے بعد ایشیا میں یکے بعد دیگرے برما، سیلون، انڈونیشیا، ملایا وغیرہ آزاد ہوتے چلے گئے۔ اُدھر افریقہ میں آزادی کی ایسی زبردست رَو چلی کہ ایک دو نہیں بلکہ دو درجن سے زائد ملکوں میں سے مغربی طاقتوں کے اقتدار کی صف لپیٹ کر رہ گئی۔ چنانچہ اب تک وہاں الجیریا، لبیا، سوڈان، تونس، مراکش، ماری تانیا، سنیگال، گنی، سیرالیون، غانا، نائیجیریا، آئیوری کوسٹ، اَپر وولٹا، مالی، ڈہومی، ٹوگولینڈ، نائیجر، کیمرون، چاڈ، سنٹرل افریقن ری پبلک، کانگو، ٹانگانیکا، یوگنڈا، کینیا، سمالی لینڈ، اور زنجبار آزادی سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ایشیا اور افریقہ کے وہ کروڑوں کروڑ باشندے جنہیں مغربی طاقتوں نے سیاسی لحاظ سے اپنا اسیر بنا رکھا تھا خدائی تقدیر کے ماتحت یکدم ان کی رستگاری کے سامان ہو گئے۔ اب اِن سب ممالک میں برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، بلجیم اور پرتگال وغیرہ کی غیر ملکی عیسائی حکومتوں کی بجائے خود ان کی آزاد و خود مختار حکومتیں قائم ہیں۔ پہلے یہ سب ممالک محکوم تھے اور اب سب اپنی اپنی جگہ حکمران ہیں۔ الغرض ایک عظیم الشان انقلاب ہے جس نے مصلح موعود کی ظاہری برکت کے طور پر چشم زدن میں رونما ہو کر دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دی ہے۔ اِس میں کیا شک ہے کہ اِن کروڑوں کروڑ اسیروں کی رستگاری کا موجب خدا تعالےٰ کی مخفی تقدیر کی رُو سے مصلح موعود کا وجود ہی ہے۔ نہ صرف یہ کہ یہ کروڑوں کروڑ اسیر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دعوئ مصلح موعود کے بعد غیر معمولی طور پر بہت قلیل عرصہ میں رستگاری سے ہمکنار ہوتے ہیں بلکہ جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے ہوئے بھی ہیں اس لئے کہ انہیں عیسائیت کے چنگل سے آزاد ہو کر مصلح موعود کے قائم کردہ تبلیغی نظام کے ذریعہ اسلام کی آغوش میں آنے سے رُوحانی اسیری سے بھی رستگاری نصیب ہو۔

چنانچہ یہ ایک واضح حقیقت ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں کہ ایشیا اور افریقہ کے کروڑوں کروڑ انسانوں کی سیاسی اسیری سے رستگاری کا ایک لازمی نتیجہ یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اِن سب ممالک میں عیسائی طاقتوں کے غلبہ و استیلاء کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ عیسائیت کا اثر و نفوذ بھی دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے اور صدیوں پرانے عیسائی مشن وہاں سے اپنا بوریا بستر اٹھانے پر مجبور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس طرح عیسائی طاقتوں کے غلبہ و استیلاء اور اس کی آڑ میں عیسائیت کے اثر و نفوذ کی وہ سدِ سکندری جو اِن ممالک میں غلبۂ اسلام کی راہ میں روک بنی ہوئی تھی دن بدن کالعدم ہوتی جا رہی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اب اِن سب ممالک میں عیسائیت کی بجائے غلبۂ اسلام کی راہ ہموار ہو رہی ہے۔ مصلح موعود کی باطنی برکت کے طور پر اِن سب نو آزاد ممالک میں جہاں مصلح موعود کے قائم کردہ تبلیغی مشن پہلے سے موجود ہیں لوگ عیسائیت کو خیرباد

کھنہ کھنہ کر زیادہ سے زیادہ اسلام کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں حتیٰ کہ علی الخصوص افریقہ میں تو اسلام کے حق میں ایک عام رَوچلی ہوئی ہے۔ اِس صورتِ حال پر مغرب کے عیسائی حلقوں میں ایک شور پڑا ہوا ہے اور انہوں نے افریقہ میں عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کی روز افزوں ترقی پر واویلا کر کے آسمان سر پہ اٹھا رکھا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں اُن بے شمار اور اَن گنت بیانات میں سے جو اِس صورتِ حال پر نوحہ خوانی کے رنگ میں مغرب کے عیسائی حلقوں کی طرف سے آجکل شائع ہو رہے ہیں صرف ایک تازہ ترین بیان ہی یہاں درج کر دینا کافی ہوگا۔ وہ بیان ہے امریکہ کے مشہور سیاح مسٹر ولارڈ پرائس کا جو انہوں نے افریقہ کا دَورہ کرنے کے بعد دیا ہے۔ وہ اپنی کتاب "ناقابلِ یقین افریقہ" (Incredible Africa) میں رقمطراز ہیں:-

"کیا اب افریقہ میں سفید نسل کے لوگوں کا دَور یکسر ختم ہو چکا ہے اور اُن کے لئے اب وہاں کسی لحاظ سے بھی کوئی گنجائش نہیں ہے؟ سو یہ امر شک و شبہ سے بالا ہے کہ اب افریقہ پر وہاں کی اکثریت ہی حکومت کرے گی اور کون نہیں جانتا وہاں اکثریت سیاہ فام لوگوں ہی کی ہے۔

(ایک اَور سوال جو رہ رہ کر ذہنوں میں پیدا ہو رہا ہے یہ ہے کہ) کیا افریقہ جدید کے رنگدار حکمرانوں میں اپنے سابق آقاؤں (مغرب کی عیسائی طاقتوں) کے خلاف حقارت کا جذبہ اِس قدر گہرا ہے کہ وہاں یورپ اور امریکہ کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کے دروازے بالکل بند ہو جائیں گے؟ سو جاننا چاہیئے کہ وہاں ہر نو آزاد ملک میں سب سے اوّل جو جذبہ اُبھر کر بروئے کار آتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ اوّلین فرصت میں تمام غیر ملکیوں سے نجات حاصل کی جائے۔ مراکش میں اوّل دن سے ہی فرانسیسی افسروں کو ہٹا کر مراکشی افسراں کی جگہ مقرر کئے جا رہے ہیں حتیٰ کہ امریکہ سے بھی مطالبہ کیا گیا کہ وہ مراکش میں اپنے اڈے ختم کر دے چنانچہ وہ اپنے اڈے ختم کرنے پر رضا مند ہو گیا۔ گنی نے فرانسیسی آبادی کو صرف اتنی مہلت دی کہ وہ آٹھ یوم کے اندر اندر وہاں سے چلے جائیں۔ کانگو نے قتل و غارت کے بل پر بلجیمی باشندوں کو وہاں سے مار بھگایا۔ ایسے ظالمانہ اور بہیمانہ قتلِ عام کی افریقہ کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اَور تو اَور عیسائی مشنری جو مقامی آبادی کے سب سے زیادہ پُرزور حامی اور ایک طرح سے اُن کے محافظ تھے، جنہوں نے وہاں سکول جاری کئے، مغربی طریقِ علاج اور ادویہ کو رواج دیا، مشرکانہ رسم و رواج کے بالمقابل مسیحی نظریات سے انہیں روشناس کرایا انہیں بھی دوسرے سفید فام لوگوں کے ساتھ نکال دیا گیا۔

برخلاف اس کے اسلام افریقہ میں عیسائیت کی نسبت تین گنا زیادہ تیز رفتاری سے پنپ رہا ہے۔ باہر کے کسی مذہب کو قبول کرنے کا سوال ہو تو اہلِ افریقہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ اس بارہ میں مسلمانوں کی طرف رجوع کریں جن کا بجز اپنے مذہب کی اشاعت کے افریقہ کے ساتھ اور کوئی مفاد وابستہ نہیں۔ یورپین آبادکاروں کے متعلق اُن کا کہنا یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیں بائبل تو دیتے رہے لیکن ساتھ کے ساتھ اس کے عوض میں ہمیں ہماری زمینوں سے محروم کرتے رہے۔ عیسائی مناد بلی گراہم نے افریقہ کے دورہ سے واپس آکر وہاں عیسائیت کے زوال کی پیشگوئی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب افریقہ میں عیسائیوں کو جان بچانے کے لئے غاروں اور زمین دوز خفیہ مقامات میں پناہ لینی پڑے گی۔" (ترجمہ از "ناقابلِ یقین افریقہ صفحہ ۱۸۹، ۱۹۰)

افریقہ کی صورتِ حال کے بارہ میں مشہور امریکی سیاح مسٹر ولارڈ پرائس کا یہ بیان اس امر کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ خدائی تقدیر کے ماتحت افریقہ کے کروڑوں کروڑ باشندوں کی مغربی طاقتوں کی سیاسی اسیری سے رستگاری اسی لئے معرضِ وجود میں آئی ہے کہ اب وہاں عیسائیت کی بجائے اسلام غالب آئے اور آئے بھی مصلح موعود کے بھیجے ہوئے مبلغینِ اسلام کی بے لوث مساعی کے نتیجہ میں جن کا بجز اپنے مذہب کی اشاعت کے افریقہ کے ساتھ سیاسی نوعیت کا کوئی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ وہاں مغربی طاقتوں کا غلبہ عیسائیت کے فروغ کے لئے زبردست پشت پناہی کا کام دے رہا تھا۔ اس غلبہ کے ختم ہونے کی دیر تھی کہ مصلح موعود کے قائم کردہ تبلیغی مشنوں کی بے لوث مساعی کے نتیجہ میں وہاں زور شور سے اسلام پھیلنا شروع ہو گیا اور عیسائیت کو اُلٹے لینے کے دینے پڑ گئے حتیٰ کہ بلی گراہم جیسے مشہور عالم عیسائی مناد کو انتہائی خوف و ہراس کے عالم میں یہ کہتے ہی بن پڑی کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب افریقہ میں عیسائیوں کو جان بچانے کے لئے غاروں اور زمین دوز خفیہ مقامات میں پناہ لینی پڑے گی۔ ایسا ہوتا ہے یا نہیں یہ امر دیگر ہے لیکن ڈاکٹر بلی گراہم کا یہ خوف و ہراس اس امر پر مُہرِ تصدیق ثبت کر رہا ہے

کہ افریقہ میں غلبۂ اسلام کی راہ وہاں کے کروڑوں کروڑ سیاسی اسیروں کی رستگاری کے بعد ہی ہموار ہوئی ہے۔ جبکہ افریقہ میں صرف اور صرف مصلح موعود کے قائم کردہ مشن اور بھیجے ہوئے مبلغین ہی گزشتہ تیس سال سے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا فریضہ ادا کرنے میں مصروف ہیں اور اب انہی کے ہاتھوں وہاں اسلام کو غلبہ حاصل ہو رہا ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہاں کے کروڑوں کروڑ اسیروں کی رستگاری کا موجب مصلح موعود کا مقدس وجود نہیں ہے۔ یہ خدائی تقدیر خاص مصلح موعود کی ظاہری برکت کے طور پر ہی ظہور میں آئی ہے اور اس لئے ظہور میں آئی ہے کہ سیاسی اور جسمانی اسیری سے رستگاری کے بعد وہ انہیں روحانی اسیری سے بھی رستگاری عطا کرے۔

افریقہ کے جن ممالک میں خدائی تقدیر کے ماتحت مصلح موعود کی ظاہری برکت کے طور پر کروڑوں کروڑ انسانوں کو سیاسی اسیری سے رستگاری نصیب ہوئی ہے اُن میں سے (ماریشس اور جنوبی افریقہ کے علاوہ) نائیجیریا، غانا، سیرالیون، لائبیریا، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، ٹوگولینڈ، کینیا، یوگنڈا اور ٹانگانیکا میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی مشن قائم ہیں جن کے ماتحت مصلح موعود کے بھیجے ہوئے اور مقرر کردہ مبلغینِ اسلام وہاں نہایت جانفشانی کے ساتھ تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ان مبلغینِ اسلام کی بے لوث تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں وہاں نہایت مضبوط جماعتیں قائم ہو چکی ہیں سینکڑوں کی تعداد میں مساجد تعمیر کرنے کے علاوہ اس وقت تک جماعتِ احمدیہ وہاں ۴۵ سکول جاری کر چکی ہے۔ علاوہ ازیں نائیجیریا اور سیرالیون میں تین میڈیکل مشنریز بھی کام کر رہے ہیں۔ اُن کی طبی خدمات کا خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت نیک اثر ظاہر ہو رہا ہے۔ جماعت کی طرف سے مشرقی افریقہ کی زبان سواحیلی میں قرآنِ مجید کا ترجمہ دس ہزار کی تعداد میں شائع ہو کر افریقہ کے طول و عرض میں پھیلا دیا گیا ہے۔ مزید برآں وہاں کی بعض لوکل زبانوں میں بھی قرآن مجید کے تراجم کرائے جا رہے ہیں۔ ان میں سے بعض مقامی زبانوں میں تو ابتدائی پاروں کے تراجم ہو کر منظرِ عام پر بھی آ چکے ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے دو انتخاب "چالیس جواہر پارے" اور "ریاض احادیث النبیؐ" کے انگریزی تراجم بھی شائع کئے گئے ہیں۔ بہت وسیع پیمانہ پر یہ سب مساعی اسی لئے کی جا رہی ہیں کہ ان علاقوں کے کروڑوں کروڑ باشندوں کو سیاسی اسیری سے رستگاری کے علاوہ روحانی اسیری سے بھی رستگاری نصیب ہو اور وہ عیسائیت کی مُردہ پرستی پر مبنی تعلیم سے نجات حاصل کر کے اسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی توحید پر قائم ہوں اور دنیا کے حقیقی نجات دہندہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے والہ و شیدا بنیں۔

چنانچہ ان مساعی کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو رہا ہے۔ اسلام ان سب علاقوں میں زور و شور سے پھیل رہا ہے اور

افریقہ کی قومیں اسلام میں داخل ہو ہو کر مصلح موعود سے برکت حاصل کر رہی ہیں اُسی مصلح موعود سے جس کے قائم کردہ تبلیغی نظام کی برکت سے اُنہیں سیاسی اسیری سے رستگاری کے ساتھ ساتھ روحانی اسیری سے بھی رستگاری نصیب ہو رہی ہے۔ الغرض مصلح موعود کی ظاہری اور باطنی برکتوں کے طفیل افریقہ میں ایک عظیم الشان مادی اور روحانی انقلاب رونما ہو رہا ہے جس نے نہ صرف مغرب کی عیسائی طاقتوں کو بلکہ خود دنیائے عیسائیت کو لرزہ براندام کر کے رکھ دیا ہے اور بڑے بڑے عیسائی پادریوں اور نامی گرامی مناد وں کی راتوں کی نیند حرام ہو کر رہ گئی ہے اور وہ خوف زدہ ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب افریقہ میں عیسائیوں کو اپنی جانیں بچانے کے لئے غاروں اور زمین دوز خفیہ مقامات میں پناہ لینی پڑے گی۔ ہر چند کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ مصلح موعود کی باطنی برکت کے طفیل سارا افریقہ ہی انشراحِ صدر کے ساتھ اسلام قبول کر لے گا تاہم اُن کے اِس خوف و ہراس سے مصلح موعود کے ذریعہ رونما ہونے والے عظیم الشان روحانی انقلاب کی وسعت اور ہمہ گیر نوعیت واضح ہوئے بغیر نہیں رہتی۔

پھر ہم دیکھتے ہیں افریقہ ہی نہیں ایشیا، یورپ، اور امریکہ کے مختلف ممالک میں سے انگلستان، سپین، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، جرمنی، سکنڈے نیوین ممالک (یعنی سویڈن، ڈنمارک اور ناروے)، شمالی امریکہ، برٹش گی آنا، نیز اسرائیل، لبنان، شام، عدن، سنگاپور، کوالالمپور، برما، سیلون، انڈونیشیا، بورنیو، اور جزائر فجی میں بھی جماعتِ احمدیہ کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم ہیں جو اِن سب ممالک میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ بہت محنت، تندہی اور جانفشانی سے انجام دے رہے ہیں۔ افریقہ، ایشیا، یورپ، اور امریکہ کو ملا کر مجموعی طور پر دنیا کے تیس ممالک میں اِس وقت جماعت کے کم و بیش ۶۶ مشن ہیں جن میں ۱۵۲ مبلغ کام کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض ممالک ایسے بھی ہیں جن میں اِس وقت کوئی مبلّغ تو نہیں ہے لیکن وہاں جماعتیں قائم ہیں اور مرکز کی براہِ راست نگرانی اور ہدایات کے ماتحت تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام کر رہی ہیں۔ ان میں فلپائن، جاپان، ڈچ گی آنا، مصر اور سائپرس شامل ہیں۔ ابتک اِن سب ممالک میں جماعت احمدیہ تین صد کے قریب مساجد تعمیر کر چکی ہے جن میں سے بعض ہزاروں پونڈ کے خرچ سے بنائی گئی ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دعویٰ مصلح موعود کے وقت تک مغربی ممالک میں سے صرف انگلستان میں مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ اِس کے بعد یورپ میں اب تک چار نئی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ یہ چار مساجد ہالینڈ کے دار الحکومت دی ہیگ، جرمنی کے شہر ہمبورگ اور فرانکفورٹ اور سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں تعمیر کی گئی ہیں۔ سو گویا اب انگلستان اور یورپ میں جماعت کی تعمیر کردہ مساجد کی تعداد پانچ ہے۔ علاوہ ازیں ڈنمارک کے دار الحکومت کوپن ہیگن میں مسجد کے لئے زمین خریدی جا چکی ہے جو یورپ میں خدا کے فضل سے چھٹی مسجد ہوگی۔ پھر اس وقت تک انگریزی، ڈچ، جرمنی اور سواحیلی

میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اور قرآن مجید کی انگریزی تفسیر بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اس وقت پریس میں ہے۔ روسی، اٹیلین، سپینش، اور ڈینش زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم تو کرائے گئے ہیں لیکن ابھی طبع نہیں ہو سکے ہیں۔ مزید برآں سلسلہ کی ۴۳ کتب انگریزی، عربی، اور فرانسیسی زبانوں میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ اسی طرح مزید ایک درجن کتابوں کے تراجم بھی کرائے جا چکے ہیں جنہیں وسائل اور سہولت میسر آنے پر طبع کرایا جائیگا۔ پھر کتبِ سلسلہ کے علاوہ احمدیہ مشنوں کی طرف سے دنیا کی مختلف زبانوں میں ۲۲ جرائد اور اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ الغرض مصلح موعود نے خدائی وعدوں اور بشارتوں کے عین مطابق تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی ایک عالمگیر مہم جلا رکھی ہے اور اس میں زیادہ تر وسعت ۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے دعویٔ مصلح موعود کے بعد ہی ہوئی ہے۔ ایک چھوٹی سی جماعت کے ذریعہ تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے ضمن میں اتنا محیر العقول کارنامہ ظہور میں آنا ایک ایسا معجزہ ہے جسے دیکھ کر مغرب کے اہلِ علم اور دانشور انگشت بدنداں ہیں اور وہ برملا کہہ رہے ہیں کہ کوئی عجب نہیں کہ یہ جماعت ساری دنیا پر چھا جائے اور مستقبل میں دنیا کا عوامی مذہب اسلام ہی ہو۔ چنانچہ امریکہ کی ریاست پنسلوانیہ کے "ولکیز کالج" میں شعبۂ فلسفہ و مذاہب کے صدر، پروفیسر سٹینکو ایم۔ ووجیکا نے جماعت کے اس حیرت انگیز کارنامہ پر جن تاثرات کا اظہار کیا ہے وہ خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ کے مشنوں اور ان کی کارگذاریوں کا جائزہ لینے کے بعد لکھتے ہیں :-

"ایک مذہبی فرقہ کے لئے بلحاظ تعداد اُس کے افراد کا کم ہونا یا معتقدات کا ایسی مخصوص نوعیت کا حامل ہونا جو دوسروں کے لئے پورے طور پر قابلِ فہم نہ ہو نقصان کا موجب نہیں ہؤا کرتا۔ ایسے فرقے صدیوں تک زمانہ کے حالات سے نبرد آزما رہنے کے انداز سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ مذاہب کی تاریخ ایسے چھوٹے چھوٹے فرقوں کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے جنہوں نے زمانہ کے اُتار چڑھاؤ اور اکثریت کے دباؤ کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی ہستی کو برقرار رکھا۔ اندریں حالات اس بات کا امکان ہے کہ احمدیت بھی مستقبل میں اسی طرح نمایاں طور پر پھلے پھُولے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ اسلامی دنیا مغرب کی لادینی ثقافت کے زیر اثر آ جانے کی وجہ سے اِدھر اُدھر بھٹک رہی ہے احمدیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کی تحریک اسلام کو اس طور سے پیش کرتی ہے کہ جو دنیائے جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ پھر وہ اسلام کی آخری فتح کے بارہ میں نہایت درجہ پُر اعتماد ہیں۔ ایسی صورت میں احمدیت اُن نئی نسلوں کے لئے دلکش اور جاذبِ نظر ثابت ہو سکتی ہے جو اصلاحِ حال کے پیشِ نظر نئے اندازِ فکر کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔"

(رسالہ "ایسٹرن ورلڈ" بابت دسمبر ۱۹۶۱ء)

ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ مصلح موعود کی ظاہری اور باطنی برکتیں دُور تک زمین پر نہیں پھیلیں۔ وہ پھیل رہی ہیں اور برابر پھیلتی ہی جا رہی ہیں اور یہ ان ظاہری اور باطنی برکتوں ہی کا عظیم الشان ثمرہ ہے کہ نہ صرف دنیا کے کروڑوں کروڑ باشندوں کو سیاسی اسیری سے رستگاری نصیب ہوئی ہے بلکہ روحانی اسیری سے بھی انہیں رستگاری نصیب ہو رہی ہے۔ اور اس طرح دنیا میں اسلام کے غالب آنے کے امکانات دن بدن روشن سے روشن تر ہوتے جا رہے ہیں۔

حسب پیشگوئی، سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی عظیم الشان ظاہری اور باطنی برکتوں کا تمام زمین پر اس قدر اہتمام بالشان طریق پر پھیلنا اور اس کے نتیجہ میں دنیا کے ہر خطہ میں لوگوں کا اسلام کی طرف کھنچے چلے آنا اور غلبۂ اسلام کی راہ کا دن بدن استوار ہوتے چلے جانا ہمارے لئے بے انتہا خوشی اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہے لیکن خوش ہونا اور خوشی منانا ہمیں اُس وقت ہی زیب دے سکتا ہے جبکہ ہم اُن ذمہ داریوں کو بھی کما حقہٗ ادا کریں جو مصلح موعود کی روحانی فوج میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے باعث ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ مصلح موعود کی روحانی فوج میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہو کر اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کو بارش کی طرح برستا دیکھ کر ہمارا سب سے مقدم اور اوّلین فرض یہ ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں ایسی پاک تبدیلی کریں کہ صحیح معنوں میں مصلح موعود کے دستِ راست بننے کے قابل بن سکیں اور پھر اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جب تک ہم میں سے ہر فرد اپنے اُوپر یہ انقلاب وارد نہیں کر دکھاتا اُس وقت تک ہم اسلام کی ان فتوحات پر جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی برکت سے رونما ہو رہی ہیں خوش ہونے کے حقدار نہیں بن سکتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جو مصلح موعود کی عظیم الشان ظاہری و باطنی برکتوں کے زمین پر پھیلنے کے عینی شاہد ہیں اس ضمن میں اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور انہیں کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم فی الحقیقت اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی کر کے اس قابل بن جائیں کہ اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا ڈالیں تا یہ دنیا اسلام میں داخل ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ جمع ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین +

پیشگوئی مصلح موعود کا دوسرا اہم بالشان پہلو

"تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی"

"خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھیگا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا"

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی دو اہم بالشان پہلوؤں پر مشتمل تھی - ایک پہلو سے یہ پیشگوئی مصلح موعود یعنی ایک عظیم الشان صفات والے اولوالعزم فرزندِ موعود کی بشارت پر مشتمل تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذاتِ والا صفات میں پوری ہوئی اور گزشتہ ۵۰ سال سے برابر پوری ہوتی چلی آرہی ہے - دوسرے پہلو کے اعتبار سے یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذرّیت کے تاقیامت سرسبز رہنے اور غلبۂ اسلام کے ضمن میں مصلحِ موعود کے کام کو نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک جاری رکھنے کی بشارت پر مشتمل تھی جس کا صاف اور واضح مطلب یہ تھا کہ مصلح موعود کی برکات بعد میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذرّیت میں جاری رہینگی اور حضور علیہ السلام کی ذرّیت کے ہاتھوں جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلانے اور اسکے غلبہ کو تاقیامت قائم و دائم رکھنے کا کام انجام پذیر ہوتا چلا جائے گا - پیشگوئی کا پہلا حصّہ جو خاص مصلحِ موعود کی ولادت اور اسکے عظیم الشان کارناموں سے تعلق رکھتا ہے ہم مقالۂ افتتاحیہ میں درج کر چکے ہیں - دوسرا حصّہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاقیامت سرسبز رہنے والی ذرّیت اور اس کے کارناموں سے متعلق ہے ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے - (ادارہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے دوسرے پہلو کا اُسی اشتہار میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"..... پھر (یعنی مصلحِ موعود کی بشارت کے علاوہ - ناقل) خدائے کریم جلّشانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور مَیں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دُوں گا - مگر بعض اُن میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی - اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائیگی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی - اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا اُن پر بلا نازل کرے گا، یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے - اُن کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور اُنکی دیواروں

پر غضب نازل ہوگا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ مَیں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بُلالوں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور اُن میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اُس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا اُنہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تُو مجھے ایسا ہے جیسا انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلّی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تُو مجھے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تُو مجھ سے اور مَیں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبّت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو! اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو، اگر تمہیں اُس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اِس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچّا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء منقول از تبلیغِ رسالت جلد اوّل صفحہ ۶۰ تا ۶۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی منظوم کلام

تبتّل الی اللہ

حِبٌّ لَنَا فَبِحُبِّهِ نَتَحَبَّبُ　　وَعَنِ الْمَنَازِلِ وَالْمَرَاتِبِ نَرْغَبُ

ہمارا ایک دوست ہے اور ہم اس کی محبت سے پُر ہیں اور مراتب و منازل سے ہمیں بے رغبتی اور نفرت ہے

إِنِّيْ أَرَى الدُّنْيَا وَبَلْدَةَ أَهْلِهَا　　جَدَبَتْ وَأَرْضُ وِدَادِنَا لَا تَجْدِبُ

مَیں دیکھتا ہوں کہ دنیا اور اس کے طالبوں کی زمین قحط زدہ ہے یعنی جلد تباہ ہو جائیگی اور ہماری محبت کی زمین کبھی قحط زدہ نہ ہوگی۔

يَتَمَايَلُوْنَ عَلَى النَّعِيْمِ وَإِنَّنَا　　مِلْنَا إِلَى وَجْهٍ يُّسِرُّ وَيُطْرِبُ

لوگ دنیا کی نعمتوں پر جُھکتے ہیں مگر ہم اُس مُنہ کی طرف جُھک گئے ہیں جو خوشی پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے۔

إِنَّا تَعَلَّقْنَا بِنُوْرِ حَبِيْبِنَا　　حَتَّى اسْتَنَارَ لَنَا الَّذِيْ لَا يُخْشَبُ

ہم اپنے حبیب کے دامن سے وابستہ ہیں۔ اس طرح کہ جو صاف و شفاف نہیں ہوسکتا وہ بھی ہمارے لئے منور ہوگیا

سَبُّوْا وَمَا أَدْرِيْ لِأَيِّ جَرِيْمَةٍ　　سَبُّوْا أَنَعْصِي الْحِبَّ أَوْ نَتَجَنَّبُ

مخالفین نے گالیاں دیں اور مَیں نہیں جانتا کس جُرم میں دیں۔ کیا ہم اُس محبوب کی مخالفت کریں یا اُس سے کنارہ کریں۔

أَقْسَمْتُ أَنِّيْ لَنْ أُفَارِقَهُ وَلَوْ　　مَزَّقَتْ أُسُوْدٌ جُثَّتِيْ أَوْ أَذْؤُبُ

مَیں نے قسم کھائی ہے کہ مَیں اُس سے علیحدہ نہیں ہوں گا اگرچہ شیر یا بھیڑیئے مجھے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔

ذَهَبَتْ رِيَاسَاتُ الدَّفَانِيْنَ بِمَوْتِهِمْ　　وَلَنَا رِيَاسَةُ خُلَّةٍ لَّا تَذْهَبُ

لوگوں کی ریاستیں اُن کے مرنے کے ساتھ ختم ہوگئی ہیں۔ اور ہمارے لئے دوستی کی وہ ریاست ہے جو زوال پذیر نہیں۔

(نجم الہدیٰ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی منظوم کلام

در مدحِ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

حُسنِ رُویش بہ ز ماہ و آفتاب خاکِ کُویش بہ ز مشک و عنبرے

آپ (آنحضرتؐ) کا حُسن شمس و قمر سے زیادہ ہے۔ اور آپؐ کے کوچہ کی خاک مُشک و عنبر سے بہتر ہے۔

آفتاب و مہ چہ مے ماند بدو در دِلش از نورِ حق صد نیّرے

سورج اور چاند آپؐ سے کہاں مشابہت رکھ سکتے ہیں۔ آپؐ کے دل میں تو خدائی نور سے سَو سورج روشن ہیں۔

یک نظر بہتر ز عمرِ جاوداں گر فتد کس را بر آں خوش پیکرے

ہمیشہ کی زندگی سے ایک نظر بہتر ہے اگر کسی کی اُس پیکرِ حُسن پر پڑ جائے۔

منکہ از حُسنش ہمے دارم خبر جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

مَیں جو آپؐ کے حُسن سے باخبر ہوں۔ آپؐ پر اپنی جان قربان کرتا ہوں جبکہ دوسرا صرف دل دیتا ہے

یادِ آں صورت مرا از خود برد ہر زماں مستم کند از ساغرے

آپؐ کی یاد مجھے بے خود بنا دیتی ہے۔ آپؐ ہر وقت مجھے ایک ساغر سے مست رکھتے ہیں۔

مے پریدم سُوئے کُوئے او مدام من اگر مے داشتم بال و پَرے

مَیں ہمیشہ آپؐ کے کوچہ میں اُڑتا پھرتا اگر مَیں بال و پَر رکھتا۔

لالہ و ریحاں چہ کار آید مرا من سرے دارم بآں گُل چہرے

لالہ و ریحان میرے کس کام کے ہیں۔ مَیں تو اُس چہرہ و سر سے تعلق رکھتا ہوں۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اوّل)

"مَیں ہی مُصلح موعُود کی پیشگوئی کا مِصداق ہُوں"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پُرجلال حلفیہ اعلان!

جب اللہ تعالیٰ نے ۵ اور ۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات کو ایک خواب کے ذریعہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر یہ منکشف فرمایا کہ آپ ہی پیشگوئی مُصلح موعود کے مصداق ہیں تو آپ نے ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور کے مقام پر ایک عظیم الشان جلسہ میں اپنے مُصلح موعود ہونے اعلان فرمایا۔ آپ کا یہ اعلان خاص تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ مزید برآں اس کا لفظ لفظ اِس امر پر گواہ ہے کہ آپ ہی پیشگوئی مُصلح موعود کے اصل اور حقیقی مصداق ہیں۔ ۲۰ فروری کی مناسبت سے دلوں کو ہلا دینے والا یہ حلفیہ بیان ذیل میں ھدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

فرمایا:-

"آج (۲۰ فروری ۱۹۴۴ء) سے پُورے اٹھاون سال پہلے جس کو آج اُنسٹھواں سال شروع ہو رہا ہے ۲۰ فروری کے دن ۱۸۸۶ء میں اِس شہر ہوشیار پور میں اس مکان میں جو کہ میری اُنگلی کے سامنے ہے ایک ایسے مکان میں جو کہ اُس وقت شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کا طویلہ کہلاتا تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ وہاں رہائش کا اصلی مقام نہیں تھا بلکہ ایک رئیس کے زائد مکانوں میں سے وہ ایک مکان تھا جس میں شاید اتفاقی طور پر کوئی مہمان ٹھہر جاتا ہو یا سٹور بنا رکھا ہو یا حسب ضرورت جانور باندھے جاتے ہوں قادیان کا ایک گمنام شخص جس کو خود قادیان کے لوگ بھی پوری طرح نہیں جانتے تھے لوگوں کی اس مخالفت کو دیکھ کر جو اسلام اور بانیٔ اسلام سے وہ رکھتے تھے اپنے خدا کے حضور علیحدگی میں عبادت کرنے اور اُس کی نصرت اور مدد طلب کرنے کے لئے آیا اور چالیس دن علیحدگی میں اُس نے خدا تعالیٰ سے تضرّع کے ساتھ دعائیں کیں۔ ان دعاؤں کے نتیجہ میں خدا نے اس کو ایک نشان دیا۔ وہ نشان یہ تھا کہ مَیں تم کو نہ صرف یہ کہ جو تمہارے ساتھ میرے وعدے ہیں

ان کو پورا کروں گا بلکہ ان وعدوں کو زیادہ شان اور زیادہ عظمت کے ساتھ پورا کرنے کیلئے میں تمہیں ایک خاص بیٹا دوں گا۔ وہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا۔ کلامِ الٰہی کے معارف لوگوں کو سمجھائے گا۔ رحمت اور فضل کا نشان ہوگا اور دینی اور دنیوی علوم جو اسلام کی اشاعت کے لئے ضروری ہیں اسے عطا کئے جائیں گے۔ اللہ اُسے لمبی عمر دے گا یہاں تک کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔

یہ اعلان بانی سلسلہ احمدیہ نے یہیں ہوشیارپور سے شائع فرمایا اور اُس وقت شائع فرمایا جب ابھی تک سلسلہ احمدیہ کا کوئی وجود نہیں تھا۔ قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جہاں تک دنیوی وجاہت کا تعلق ہے اس کے لحاظ سے ذاتی طور پر کوئی عزّت حاصل نہیں تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کا خاندان ایک معزّز زمیندار خاندان تھا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلطنت مغلیہ کے عہد میں اس خاندان کو بڑی عزّت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے عہد میں بھی اس خاندان کے افراد کو بعض معزّز عہدے حاصل رہے۔ لیکن وہ خاندان قدیم عزّت کھو چکا تھا اور بعض وجوہ سے انگریزی زمانہ میں اس کی جائیداد کا اکثر حصّہ ضبط ہو چکا تھا اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیوی حیثیت ایک معمولی زمیندار کی سی تھی۔ اور پھر آپ کو اپنی عزّت بڑھانے کا بھی شوق نہ تھا۔ باپ نے انہیں بار بار توجہ دلائی کہ وہ ملازمت اختیار کر لیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ ایسا شخص اُس زمانہ میں اعلان کرتا ہے کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کو پھیلائے گا۔ اور پھر میرے کام کو لمبا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے ایک خاص بیٹا دے گا جو ۹ سال کے اندر پیدا ہوگا اور ان خاص صفات سے متصف ہوگا۔ اور میرا جانشین ہوگا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یہ خبر ایسی زبردست خبر ہے کہ کوئی انسان ایسی خبر دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آخر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

جس لڑکے کا میں نے ذکر کیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ میرے ذریعہ اس پیشگوئی کی بہت سی شقیں پوری ہو چکی ہیں اس لئے جماعت کا اصرار تھا کہ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا

اعلان کروں مگر مَیں خاموش رہا۔ حتّٰی کہ گزشتہ جنوری کے مہینہ میں لاہور میں مجھے ایک رؤیا دکھایا گیا۔ جس میں مجھے بتایا گیا کہ اس پیشگوئی کا مَیں ہی مصداق ہوں۔۔۔۔۔۔

مَیں اُس واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اِسی طرح ہوئی ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ کچھ خفیف سا فرق نظارہ کے بیان کرنے میں ہو گیا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ پس مَیں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔۔۔۔۔۔

مَیں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں، زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں، ہوشیار پور کی ایک ایک اینٹ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ حکومتیں اگر اِس کے مقابلہ میں کھڑی ہوں گی تو مٹ جائیں گی، بادشاہتیں کھڑی ہوں گی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے ان کو اپنے ہاتھ سے ملیں گے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اور اُن کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا"

(الفضل ۲۴ فروری ۱۹۴۴ء)

"اُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اُرِيْحُكَ وَلَا اُجِيْحُكَ وَ اُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا (یعنی مَیں تجھے راحت دوں گا اور تجھے نہ مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالوں گا)۔ اِس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تھا ــــــ جیسا کہ مَیں نے ابراہیم کو قوم بنایا"

(تذکرہ صـ۱۶۱)

تفسیر آیات سُورۃ العنکبُوت رکوع ۷

از افاضات حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود

(حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ
لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ
الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝
فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ
اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا
جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ
النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ
يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا
جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ع

(سورہ عنکبوت ۔ رکوع ۷)

اور یہ ورلی زندگی صرف ایک غفلت اور کھیل کا سامان ہے اور اُخروی زندگی کا گھر ہی درحقیقت اصلی زندگی کا گھر کہلا سکتا ہے ۔ کاش کہ وہ لوگ جانتے ۔

اور جب وہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنی عقیدت کو خالصۃً اللہ (تعالیٰ) کے لئے کرکے اس سے دعا مانگتے ہیں ۔ مگر جب وہ ان کو خشکی کی طرف نجات دیکر پہنچا دیتا ہے تو اچانک پھر شرک کرنے لگ جاتے ہیں تاکہ ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس کا انکار کر دیں (اور اس انعام کو خدا کے سوا دوسرے شریکوں کی طرف منسوب کریں) اور اس (عارضی توبہ) کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ ان کو چھوڑ دیتا ہے اور) وہ ایک عرصہ تک دنیوی سامانوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں پس (ایک دن یہ بخشش ختم ہو جائیگی اور) وہ (اپنی حقیقی جزا کو) دیکھ لیں گے ۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حرم (یعنی مکہ) کو امن کی جگہ بنا دیا ہے اور ان لوگوں کے ارد گرد سے (یعنی مکہ کے باہر سے) لوگ اُچک لئے جاتے ہیں تو کیا وہ جھوٹ پر تو ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں ۔ اور جو شخص اللہ (تعالیٰ) پر جھوٹ باندھ کر افترا کرتا ہے اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا

ہے یا (اس سے) جو سچی بات کو اُس وقت جُھٹلاتا ہے جب وہ اُس کے پاس آجاتی ہے۔ کیا ایسے کافروں کی جگہ جہنم میں نہیں ہونی چاہیئے۔ اور وُہ (لوگ) جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم اُن کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے اور اللہ (تعالیٰ) یقیناً محسنوں کے ساتھ ہے۔

تفسیر

فرمایا:۔ انسان یا تو آرام اور سکون حاصل کر رہا ہوتا ہے یا مختلف طریق پر اپنی قوتوں کو بروئے کار لا رہا ہوتا ہے فرمایا کہ اگر تم اِس حقیقت کو سمجھتے کہ دنیا دارِ آخرت کی تیاری کے لئے رکھی گئی ہے اور اس کی حیثیت لہو و لعب کی سی ہے تو تم دنیا پر لات مار کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر لیتے اور سمجھتے کہ مادی ترقیات روحانی ترقیات کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ مگر تم نے تو دارِ آخرت پر دنیوی زندگی کو ترجیح دیدی اور چند کھوٹے پیسیوں کے لئے آسمانی دولت کو رد کر دیا۔ فرمایا کہ دیکھو جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور کشتی بھنور میں پھنس جاتی ہے تو وہ اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے اپنے بچاؤ کی دعا کرتے ہیں۔ کوئی دیوتا انہیں یاد نہیں آتا۔ لیکن جب کشتی بھنور سے نکل جاتی ہے تو پھر شرک کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور ہمارے انعامات کا انکار کر دیتے ہیں اور اس کامیابی کو اپنی تدبیر یا کسی دیوتا کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ فرمایا بیشک، ہم انہیں ایک عرصہ تک توبہ کا موقعہ دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں وہ دنیوی سامانوں سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں لیکن ایک دن وہ اُن مواقع سے بھی محروم ہو جائیں گے اور پھر دیکھ لیں گے کہ ان کا کوئی جھوٹا معبود اُن کی مدد نہیں کر سکے گا اور وہ عذاب کی طوفانی موجوں سے رہائی کی کوئی صورت نہیں پائیں گے۔ فرمایا کہ خود خانہ کعبہ کا وجود توحیدِ باری کا کافی ثبوت ہے۔ دیکھو دعائے ابراہیمی کی وجہ سے ہی انہیں امن میسر آیا، دعائے ابراہیمی کی وجہ سے ہی انہیں رزق ملا، اور دعائے ابراہیمی کی وجہ سے ہی انہیں عزت اور شہرت نصیب ہوئی، تو انہیں سوچنا چاہیئے کہ ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر کیا اس لئے کی تھی کہ انسان اپنی جبینِ نیاز رب العالمین کی بجائے پتھر کے بے جان بتوں کے آگے جھکا دے۔ کعبہ کی بناء تو خدائے واحد کا نام بلند کرنے کے لئے رکھی گئی تھی۔ پھر کیوں ان کی خطا کار پیشانی ہمیشہ باطل کے سامنے جھکتی ہے اور کیوں وہ احسان ناشناسی کا بدترین نمونہ پیش کرتے ہیں۔ فرمایا کہ منکرینِ اسلام میں دو بڑے عیب ہیں، ایک تو خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں اور دوسرے الٰہی صداقتوں کو جھٹلاتے ہیں اِس لئے اُن کے لئے تباہی اور ناکامی مقدر ہو چکی ہے۔ فرمایا حُسنِ انجام تو اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو اُس کی خاطر ہر قسم کے ابتلاؤں کو برداشت کرتے ہیں۔ ان کے پائے ثبات میں کبھی لغزش نہیں آتی۔ قربانیوں کی راہ

میں اُن کا قدم بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور اُن کی یہ جدوجہد ہمارے بتائے ہوئے اصول کے مطابق ہوتی ہے۔ ہمارا بھی اُن سے حُسنِ سلوک ہوتا ہے، علم و عرفان اور قربِ الٰہی کے راستے ان پر کھولے جاتے ہیں، کامیابی اور عروج کی غیر متناہی راہیں اُن پر وا کی جاتی ہیں اور اُن کا ہر قدم انہیں زیادہ سے زیادہ خدائی برکات اور انوار کا مورد بنا دیتا ہے۔

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہم بھی اُس کے محسن بندے بنیں اور ابتلاؤں کے طوفانوں میں ایمان کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور اپنی جانی اور مالی قربانیوں کے ذریعہ اخلاص اور فدائیت کا نمونہ پیش کریں تو اللہ تعالیٰ یقیناً ہماری مدد کے لئے آسمان سے اُترے گا اور وہ ہمیں ایک پیارے بچے کی طرح اپنی گود میں اٹھا لے گا۔

اے خدا! ہم تجھ سے ہی اِس کی توفیق چاہتے ہیں۔ علیك توكّلنا +

"خدا تیری ذرّیت کو بڑھائیگا"

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چُن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے۔ جب تک وہ خبیث کو طیب سے جُدا نہ کرے۔ وہ تیرے مجد کو زیادہ کرے گا اور تیری ذرّیت کو بڑھائے گا۔ اور من بعد تیرے خاندان کا تجھ سے ہی ابتداء قرار دیا جائے گا۔ مَیں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کرونگا۔ اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔" (تذکرہ صہ ۱۹۱)

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

مصلح موعود کا مثالی بچپن

(مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔اے۔ قائد عمومی مجلس مرکزیہ)

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے بچپن میں خدا کے فضل سے روحانیت سے معمور فضاؤں میں پرورش پائی۔ جہاں دن رات اللہ اور اس کے رسولؐ کی باتیں ہوتیں، جہاں شب و روز اسلام کی مدافعت کی تدابیر سوچی جاتیں اور اس کی برتری اور غلبہ کا چرچا رہتا اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور پرخلوص دعائیں ہوتیں، جہاں قرآن مجید کے معارف و مطالب کھلتے اور ہر گھڑی بے انتہا انوار و افضال الٰہی نازل ہوتے، اور خدا تعالیٰ کے مقرب فرشتے اترتے۔ آپ نے اپنی فطری سعادت کی وجہ سے ان مقدس فضاؤں سے گہرا اثر قبول کیا۔ چنانچہ آپ کے دل میں بچپن ہی میں دینی ذوق و شوق اور خدمتِ دین کا شدید ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا۔ ذکرِ الٰہی، نوافل اور دعاؤں میں آپ کا شغف اور خدا اور اس کے رسولؐ کی باتوں اور دینی کاموں میں آپ کی گہری دلچسپی اس قدر نمایاں تھی کہ ہر دیکھنے والا اس سے متأثر ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے اس جذبہ کو دیکھ کر اس پر بارہا اظہارِ خوشنودی فرماتے۔ چنانچہ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساویؓ کی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے :-

"میاں محمود احمد میں اس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ بعض اوقات ان کے لئے خاص طور پر دعا کرتا ہوں"

اسلام کے لئے آپ کے دل میں بچپن ہی میں کس قدر شدید درد اور اس کے غلبہ کے لئے کس قدر تڑپ تھی اس کا اندازہ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساویؓ کی اس روایت سے ہوتا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ غلام احمد صاحب نومسلم واعظ جو ایک نہایت نیک اور باخدا صحابی تھے انہوں نے ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بچپن کا ایک واقعہ سنایا جو یہ ہے کہ :-

"ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ آج رات مسجد مبارک میں گزار دوں گا اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا مگر جب میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے

اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اُس کے اِس الحاح کی وجہ سے مَیں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا اور مَیں بھی دعا میں محو ہو گیا اور مَیں نے یہ دعا کی کہ یا الٰہی یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دیدے۔ مَیں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھالے تو معلوم کروں کہ یہ کون ہے۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ مَیں نے السلام علیکم عرض کی اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا تو آپ نے فرمایا کہ :۔

مَیں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا۔

اور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔" (الحکم جوبلی نمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۸)

اللہ اللہ! یہ عمر اور رات کی تاریکیوں اور تنہائیوں میں حضور اللہ تعالیٰ کی جناب میں عجز و انکسار کیساتھ گڑگڑاتے ہوئے مانگتے ہیں تو یہ کہ اے اللہ! تو جلد اسلام کی فتح کا دن لے آ یہاں تک کہ ہم اپنی آنکھوں سے اسلام کو دنیا میں غالب آتے دیکھ لیں۔ یہی حضور کی سب سے بڑی خواہش اور یہی آپ کی سب سے بڑی آرزو اور تمنا تھی جو اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت درجہ عاجزی اور الحاح کے ساتھ آپ عرض کر رہے تھے۔

حضور ایدہ اللہ کے دینی ذوق و شوق کی اِس شدّت کو سبھی نے دیکھا اور محسوس کیا اور آپ کے ولولۂ خدمتِ دین کا اعتراف کیا۔ یہاں تک کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نے اسے سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی سچائی کی ایک بیّن دلیل قرار دیا۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں جب کہ حضور ایدہ اللہ کی عمر صرف ۱۷ سال تھی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے اسلام کی حقانیت وصداقت ثابت کرنے کے لئے للّٰہیت کے اسی جذبہ کے تحت رسالہ "تشحیذ الاذہان" جاری فرمایا تو مولوی صاحب موصوف نے ریویو آف ریلیجنز میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں اور پہلے نمبر میں چودہ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی مگر مَیں اِس مضمون کو مخالفینِ سلسلہ کے سامنے بطور ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اِس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے ۔۔۔۔ اس وقت صاحبزادہ صاحب کی عمر اٹھارہ انیس سال ہے اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اِس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اُوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے ایک خارق عادت بات ہے۔ صرف اسی موقعہ پر نہیں بلکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ ہر موقعہ پر یہ دلی جوش ان کا ظاہر ہو جاتا ہے ۔۔۔۔۔ ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس

جوش اور اِن امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں .... اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اِس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا گندہ ہوتا نہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی نظیر نہیں ملتی .... اے بدقسمت لوگو! غور کرو کہ کیا مفتری کی اولاد جو اُس کے افتراء کے زمانہ میں پیدا ہوا اور افتراء کے زمانہ میں پرورش پائے ایسی ہوا کرتی ہے؟ غور کرو کہ جس کی تعلیم و تربیت کا یہ پھل ہے وہ کاذب ہو سکتا ہے؟ اور اگر وہ کاذب ہے تو صادق کا نشان کیا ہے؟" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ نمبر ۳)

اِس ضمن میں محولہ بالا انٹروڈکشن سے حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے تحریر فرمودہ چند ایک فقرات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں جن سے حضور کے زورِ قلم، اسلوبِ بیان اور اندازِ فکر کا پتہ چلتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"کیا یہ تیرا خیال ہے کہ مَیں کسی بڑی قوم کا ہوں یا میرے پاس زر و جواہر ہیں یا میری قوتِ بازو بہت لوگ ہیں یا مَیں بڑا رئیس ہوں یا بادشاہ ہوں یا بڑا ذی علم آدمی ہوں، سجادہ نشین ہوں یا فقیر ہوں اس لئے مجھ کو اِس رسول کے ماننے کی حاجت نہیں .... تھوڑوں نے اسے قبول کیا اور بہتوں نے انکار کیا جیسا کہ پہلے نبیوں کی سُنّت چلی آئی ہے۔" (تشحیذ الاذہان ۱۵ یکم مارچ ۱۹۰۶ء)

جب آپ کا یہ مضمون شائع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ بھی اس کے مطالعہ سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بھی اس کا ذکر کیا۔

ذیل میں چند ایک اور ایسے امور کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ بچپن ہی سے حضور دینی کاموں سے بے حد دلچسپی رکھتے اور اُن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ جب دس سال کے تھے اور پانچویں جماعت میں پڑھتے تھے (یہ امر ملحوظ رہے کہ پانچویں جماعت کے بچے دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہوتے اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں) تو آپ اُس وقت "انجمن ہمدردانِ اسلام" کے صدر تھے جس کا پہلا اجلاس آپ کی صدارت میں ۳ر مارچ ۱۸۹۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ اس مجلس کے مقاصد اس کے نام سے واضح ہیں۔

حضور خود نوشت سوانح حیات میں فرماتے ہیں کہ سن ۱۹۰۰ء میں جب حضور کی عمر ۱۱ سال کی تھی تو ایک رات آپ دیر تک خدا تعالیٰ کی ہستی پر غور فرماتے رہے آخر دس گیارہ بجے آپ کے دل نے فیصلہ کیا کہ فی الواقع ایک خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ یہ حضور ایدہ اللہ کے لئے بے حد خوشی کی گھڑی تھی جبکہ علیٰ وجہ البصیرت آپ نے خدا کو پا لیا تھا۔ چنانچہ آپ نے دعا کی:-

"خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔"

سن ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "انجمن ہمدردانِ اسلام" کا نام تبدیل فرما کر "انجمن تشحیذ الاذہان" رکھ دیا جس کے قیام سے غرض نوجوانوں کو تبلیغ اسلام کے لئے تیار کرنا تھا۔

سن ۱۹۰۷ء میں آپ نے ۱۸ سال کی عمر میں ایک روز چاشت کے وقت نماز پڑھی اور یہ عہد کیا کہ آپ آئندہ نماز کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے نماز کبھی نہیں چھوڑی۔

سن ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صدر انجمن احمدیہ قائم فرمائی اور حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ کو مجلس معتمدین میں شامل فرمایا جو آپ کے دینی کاموں میں شغف اور سلسلہ کے کاموں سے گہری وابستگی کی دلیل ہے۔ اسوقت آپ کی عمر ۱۷ سال تھی۔

سنہ ۱۹۰۸ء میں جبکہ آپ کی عمر ۱۹ سال تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپ کے جسم مبارک کے پاس کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام کے جسد اطہر کو مخاطب کر کے آپ نے عہد کیا کہ :-

"اگر سارے لوگ آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا" (بحوالہ الحکم جوبلی نمبر)

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے اسوقت جبکہ احباب جماعت نے آپ سے عرض کیا کہ آپ خلافت قبول فرمائیں ایک تقریر فرمائی جس میں خلافت کے لئے آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی اوّل نمبر پر رکھا۔

الغرض بچپن ہی میں المصلح الموعود ایدہ اللہ کے قلبِ صافی میں جذبۂ خدمتِ دین کا یہ وہی بیج تھا جو بڑھا، پھولا اور پھیلا اور آج خدا کے فضل سے ایک تناور درخت کی صورت میں ہمیں چاردانگ عالم میں پھیلا نظر آرہا ہے۔ اگر ایک طرف اسکی شاخیں یورپ، انگلستان، سپین اور امریکہ تک پھیلی ہوئی ہیں تو دوسری طرف اسکی شاخیں ملائشیا، انڈونیشیا اور فلپائن تک جا پہنچی ہیں اور اس تناور درخت کے شیریں پھلوں سے آج خدا کے فضل سے دنیا کی ہر قوم کے لوگ کثیر تعداد میں لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اسلام اپنی حقیقی شکل میں احمدیت کے رنگ میں آج دنیا کے کناروں تک جا پہنچا ہے اور قومیں اس سے فیضیاب ہو رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی نہایت آب و تاب سے پوری ہوتی ہم نے خود دیکھ لی ہے کہ :-

"چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالیگا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کریگا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔" (تریاق القلوب صد ۶۴)

اللہ تعالیٰ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ کو صحت و عافیت والی کامیاب و کامران لمبی زندگی عطا فرمائے تا آپ ساری دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اپنے کانوں سے سنیں۔ اللّٰھم اٰمین۔ اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ و علیٰ آلِ محمدٍ و بارک وسلم انک حمید مجید +

"وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"

(مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل منتظم عمومی مجلس انصار اللہ کراچی)

۱۲ر جنوری وہ مبارک تاریخ ہے جب آج سے ۷۵ برس پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح پاک امام زمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مطابق مصلح موعود کا مقدس وجود عطا فرمایا اور ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ہمارے پیارے امام حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کاشانۂ مسیح پاک میں رونق افروز ہوئے ؎

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدہٗ ز راہِ دُور آمدہٗ

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی دربارہ مصلح موعود میں علاوہ اور بہت سی باتوں کے اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کی ایک خصوصیت کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے کہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے الہام میں کوئی لفظ بغیر مقصد استعمال نہیں ہوتا اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی خصوصیت ہے کہ وہ رطب و یابس سے پاک ہوتا ہے۔ پس ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ حضرت مصلح موعود حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کے کن مختلف پہلوؤں سے نظیر ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اگر غور سے حضور کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو ایک دیدۂ بینا کو قدم قدم پر اِس الہام کی عظمت و صداقت کا ثبوت ملتا ہے اور غور و فکر اور تدبّر سے کام لینے والا انسان حیران رہ جاتا ہے کہ حضور اپنے مقدس باپ مسیح موعودؑ سے کتنے مشابہ ہیں۔ حضور کی پاک زندگی کو دیکھتے ہوئے اور حضور کی سیرتِ طیبہ کے گوہر آبدار کے مختلف درخشاں پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہوئے دل بے اختیار پکار اُٹھتا ہے کہ ؎

زِ فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

لیکن پیشتر اس کے کہ میں اس بارے میں کچھ عرض کروں مناسب ہوگا کہ حضور کی ابتدائی زندگی کے حالات اور سوانح مختصر طور پر بیان کر دیئے جائیں۔ سو جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا ہے حضرت اقدس ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو بروز شنبہ قادیان دارالامان میں پردۂ غیب سے عالمِ شہود میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کی ولادت پر حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ کی ولادت پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے اپنی بعض سابقہ پیشگوئیاں یاد دلائیں اور اسی اشتہار میں لوگوں کو بیعت پر آمادہ کرنے کے لئے دس شرائطِ بیعت کا اعلان فرمایا جس کے کچھ عرصے بعد لدھیانہ میں پہلی بیعت ہوئی۔ گویا حضرت مصلح موعود کی ولادت اور جماعت احمدیہ کی ابتدا ایک ساتھ ہوئی اور جسمانی اور روحانی اعتبار سے

یہ دونوں توام ہیں۔ جب حضور تعلیم کی عمر کو پہنچے تو مقامی اسکول میں آپ کو داخل کیا گیا مگر آپ کو کتابی تعلیم سے کبھی بھی دلچسپی پیدا نہ ہوئی یہاں تک کہ بعض اوقات اساتذہ حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کرتے کہ انہیں پڑھائی کی طرف توجہ نہیں۔ ایک دفعہ جب ریاضی کے استاد نے زیادہ اصرار کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا "جس حد تک یہ شوق سے پڑھتا ہے پڑھنے دو ہمیں ان پڑھائیوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔" چنانچہ انٹرنس تک یہی حال رہا اور آخر میٹرک میں فیل ہو جانے کی وجہ سے آپ کی درسی تعلیم کا خاتمہ ہو گیا۔ دراصل اللہ تعالیٰ اس طرح یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ خود آپ کا استاد ہے۔ اگر دنیوی لحاظ سے آپ کو بڑی بڑی ڈگریاں مل جاتیں تو پیشگوئی کا یہ پہلو کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" اتنی شان کے ساتھ کس طرح ظاہر ہوتا لیکن آپ کی زندگی کا یہ پہلو ایک دوسرے رنگ میں خود حضرت مسیح موعودؑ کی ابتدائی زندگی سے مشابہت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی دنیوی اور تدریسی علم برائے نام حاصل کیا اور آپ بھی کسی کالج یا یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ نہیں تھے گویا حضرت مسیح موعودؑ سے حضرت مصلح موعود کی مشابہت ابتدائی زمانے ہی سے شروع ہو گئی۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود کو بچپن ہی سے خدمتِ دین کا بڑا شوق رہا ہے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے احمدی نوجوانوں سے خدمتِ دین کے لئے آگے آنے کی اپیل کی تو باوجود اس کے کہ حضرت مصلح موعود کی نوعمری کا زمانہ تھا آپ نے اس ارشاد کی تعمیل میں ایک انجمن تشحیذ الاذہان قائم کر کے اور اسی نام کا ایک رسالہ جاری کر کے خدمتِ دین شروع کر دی۔ گویا تحریر و تقریر کا ولولہ اور خدمتِ دین کا جذبہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرح آپ کی گھٹی میں پڑا ہے اور آخر کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کا الہام یہ بتا چکا ہے کہ "وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رحلت کے وقت حضرت مصلح موعود کی عمر ساڑھے اُنیس سال تھی۔ اس کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ نے آپ کو خصوصی تربیت میں لے لیا۔ آپ نے حضرت خلیفہ اولؓ سے قرآن کریم اور حدیث و تصوف کی بعض کتب کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے اپنے شاگردوں کو سوال پوچھنے کی آزادی دے رکھی تھی لیکن حضرت مصلح موعود کا فطری جوہر چونکہ حضرت خلیفہ اولؓ کی دوربین نگاہوں سے اوجھل نہیں تھا اس لئے آپ کو یہ ہدایت تھی کہ آپ سوال پوچھنے کی بجائے خود غور و فکر کر کے مسائل حل کریں۔ یہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ سے آپ کو زبردست مشابہت حاصل ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ بھی قرآن کریم اور دینی مسائل پر انتہائی گہرے غور و فکر کے عادی تھے اور خود مسائل کا حل تلاش فرماتے تھے۔ آپؑ کے صحابہؓ کا کہنا ہے کہ بعض اوقات حضرت اقدسؑ کئی کئی گھنٹے قرآن کریم کی ایک آیت پر غور فرماتے رہتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضورؑ قادیان سے بٹالہ کی طرف بیل گاڑی میں تشریف لے جا رہے تھے اُس زمانے کی سفر کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے یہ سفر پانچ چھ گھنٹے سے کم کا نہیں تھا۔ اس تمام عرصے میں حضورؑ قرآن کریم کے مطالعہ میں انتہائی انہماک سے مصروف رہے اور صفحہ تک نہیں اُلٹا۔ الغرض مسیح پاک کا حُسن و احسان میں یہ نظیر ہر پہلو سے

اپنے مقدس باپ سے گہری مشابہت رکھتا ہے۔

۱۹۱۱ء کے اوائل میں آپ نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی اجازت سے ایک انجمن انصار اللہ قائم فرمائی جس کے اراکین کا فرض تھا کہ وہ خدمتِ دین اور تبلیغِ اسلام کے لئے اپنا وقت دیں، لوگوں کے لئے پاک نمونہ بنیں اور آپس میں محبت اور اخوت کا تعلق بڑھائیں۔ ۱۹۱۲ء میں آپ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور اس سفر میں بھی خوب تبلیغ کی۔ ۱۹۱۳ء میں الفضل جاری فرمایا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں صدر انجمن احمدیہ کے صدر بھی رہے۔ گویا اوائل عمر ہی میں حضور کو خدمتِ دین اور تبلیغِ اسلام کا زبردست شوق تھا اور آپ صحیح معنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر ہیں۔

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو ہفتہ کے روز بعد نماز عصر آپ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ ثانی منتخب ہوئے۔ گویا جسمانی اولاد ہونے کے ساتھ ساتھ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی اولاد میں بھی نمایاں مقام حاصل کر کے اور جماعت کے امام بن کر اپنے بزرگ باپ کے نقشِ قدم پر گامزن ہوئے۔

حضرت امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ کو مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اس سال ۵۰ برس پورے ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال آپ کی خلافت کی گولڈن جوبلی منائی جائے گی۔ اس بابرکت عہد میں دنیا میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ ایک واضح شکل اختیار کر چکی ہے اور جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں یحی الدّین ویقیم الشریعۃ کا عظیم الشان کام انجام کو پہنچا، اسی طرح حضرت مصلح موعود کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو غیر معمولی ترقی اور کامیابی عطا فرمائی اور دنیا میں غلبۂ اسلام کے اسباب مہیا کرنے کی توفیق دی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی طرح آپ کی ذات بھی مجموعۂ صفاتِ حسنہ نظر آتی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ مردانہ حسن کا ایک باوقار نمونہ تھے اسی طرح حضرت مصلح موعود بھی ایک باوقار اور پُرشکوہ شخصیت کے مالک ہیں اور آپ سے ملاقات کرنے والا ہر انسان خواہ وہ کسی طبقے اور کسی مقام سے تعلق رکھتا ہو مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے بڑے سے بڑے پادری یا بڑے سے بڑے عالم کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی تھی اسی طرح حضرت مصلح موعود کے سامنے ہم نے بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہوتے دیکھا ہے۔ بڑے بڑے عالم، فلاسفر، سائنسدان، سیاستدان، ادیب، شاعر، منطقی، صوفی، دہریہ، غرضیکہ کسی طبقے اور کسی بھی مقام کا آدمی ہو آپ کے سامنے خود کو طفلِ مکتب پاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسۂ اعظم مذاہب کے لئے جو ۱۸۹۶ء میں لاہور میں ہوا "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے عنوان سے ایک معرکۃ الآرا لیکچر تصنیف فرمایا۔ اس لیکچر کے سننے کے بعد دشمن تک پکار اٹھے کہ یہ ایک ایسا بے نظیر لیکچر ہے جس کی تعریف کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ اس لیکچر کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ نے دیگر مذاہب پر اسلام کی برتری نہایت دلکش اور مؤثر انداز میں ثابت کی بعینہٖ ۱۹۲۴ء میں حضرت مصلح موعود نے لندن میں منعقد ہونے والی

مذاہب کانفرنس کے لئے ایک مضمون لکھا جو "احمدیت یا حقیقی اسلام" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ یہ عالمانہ مضمون بھی اتنی زبردست شان کا حامل ہے اور اس میں اسلام کی ایسی دلکش تصویر پیش کی گئی ہے کہ کوئی غیر مسلم اسے پڑھ کر اسلام کی خوبیوں سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس طرح ایک مرتبہ پھر مصلح موعود کی پیشگوئی کا یہ حصہ پوری شان کے ساتھ ظہور فرما ہوا کہ "وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔

حضرت مسیح موعودؑ نہایت بُردبار، متحمّل مزاج اور حُسنِ اخلاق کی جیتی جاگتی تصویر تھے اور اپنے آقا و مُطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صحیح معنوں میں آپؑ کے بارے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن یعنی آپؑ کے اخلاق قرآن کی عملی تفسیر تھے یہی حال حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کا ہے۔ آپ بھی قرآن کریم کی جیتی جاگتی تفسیر اور چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ وہی مومنانہ شان، وہی غیرت و حمیت، وہی زہد و ورع، وہی تقدّس و عصمت، وہی رأفت و ہمدردی اور وہی عبادتِ الٰہی کا شغف اور خدمتِ بنی نوع انسان کا ولولہ، جو قرآن کریم مومنوں کی صفات کے طور پر بیان کرتا ہے آپ میں بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے اور آپ حُسن و احسان میں مسیح موعود کے واقعی نظیر ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کیا جائے تو دو خُلق خاص طور پر نمایاں نظر آتے ہیں۔ ایک اپنے خداداد مشن پر کامل یقین اور دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نظیر عشق۔ یہ دو اوصاف آپؑ کے اندر اس کمال کو پہنچے ہوئے تھے کہ آپؑ کے ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون میں ان کا پُر زور جلوہ نظر آتا ہے۔ یہی حال حضرت مصلح موعود کی سیرتِ طیّبہ پر غور کرنے والوں کو نظر آتا ہے۔ اپنے مشن یعنی احیائے اسلام اور تبلیغِ دینِ حضرت خیر الانامؐ کے مقدّس فریضے پر اتنا غیر متزلزل یقین آپ کو حاصل ہے جس کی نظیر انبیاء کی جماعت کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتی۔ اس طرح آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق ہے اس کے ثبوت میں آپ کی زندگی کا ہر لمحہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ آپ کا کوئی خطبہ، کوئی تقریر، کوئی تحریر ایسی نہیں جس میں قدم قدم پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا نام نہ آتا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت آپ کے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی ہے۔

جس طرح حضرت مسیح موعودؑ صبر و استقلال اور شجاعت کا پیکر تھے اور بڑی سے بڑی مصیبت کے مقابلے میں محض اللہ تعالیٰ کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے تنِ تنہا سینہ سپر ہو جاتے تھے یہی صورت حضرت امیر المومنین میں بھی بڑی شان سے دکھائی دیتی ہے۔ خلافتِ ثانیہ کے اس طویل دور میں بڑے بڑے فتنے اُٹھے۔ منکرینِ خلافت کا فتنہ، مستریوں اور مصری کا فتنہ، احرار کا فتنہ، تقسیمِ ملک کے وقت، ہجرت کی مصیبت، نئے مرکز کا قیام، ۱۹۵۳ء میں احراریوں اور مودودیوں کا عظیم فتنہ، منافقین کا فتنہ، غرضیکہ بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی آپ کو اس قدر صبر و استقلال دیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدر اطمینان رہا کہ آپ کا قدم ذرا نہیں لڑکھڑایا اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھُوَالنَّاصِرُ کہتے ہوئے آپ اپنی منزلِ مقصود کی طرف آگے ہی آگے بڑھتے گئے اور جماعت کو ہر قسم کی مصیبت کے شر سے

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور تدبّر سے پوری طرح محفوظ رکھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف عطا فرمایا تھا اسی طرح حضرت مصلح موعود سے بھی اللہ تعالیٰ کا سلوک بڑا مشفقانہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو سنتا اور آپ کو اپنے الہام سے سرفراز فرماتا ہے اور آپ کو رؤیا و کشوف بڑی کثرت سے عطا فرماتا ہے۔ آپ کی سینکڑوں پیشگوئیاں اور الہامات پورے ہو چکے ہیں جس کے لاکھوں گواہ موجود ہیں اور اس طرح آپ کی حضرت مسیح موعودؑ سے ایک اور مماثلت پوری ہوئی۔

حضرت مسیح موعودؑ سے حضرت مصلح موعود کی ایک اور مماثلت آپ کے وہ رؤیا و کشوف ہیں جو آپ کو اپنی اولاد کے متعلق ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ہمیشہ اپنی اولاد کے متعلق قبل از وقت خوشخبری دی جاتی رہی چنانچہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ، حضرت مرزا بشیر احمدؓ، حضرت مرزا شریف احمدؓ، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی، حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے انکی ولادت سے پہلے خوشخبریاں دیں خصوصاً ایک بیٹے یعنی حضرت مصلح موعود کے متعلق یہ بتایا گیا کہ آپ سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا اسی طرح حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کو بھی اپنی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے خوشخبری ملتی رہی ہے اور ان میں سے ایک بیٹے کے متعلق خاص طور سے بتایا گیا کہ وہ دین کا ناصر ہوگا چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی ولادت سے پیشتر آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ "میں تجھے ایک لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت میں کمربستہ ہوگا"۔ اس کے مطابق آپ کے ہاں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے موجودہ صدر) پیدا ہوئے اور جیسا کہ حضور کو خبر دی گئی تھی آپ ہوش سنبھالتے ہی خدمتِ اسلام کیلئے وقف ہو گئے۔ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ کی برسوں قیادت فرمائی اور ہر اہم دینی تحریک میں سب سے آگے رہے۔ آپ نے آکسفورڈ سے ایم۔ اے کیا، قرآن کریم کے حافظ ہیں، علومِ اسلامیہ کے ماہر اور اقتصادیات پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ خدمتِ دین کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی پیدائش سے پہلے رؤیا میں دیکھا کہ منارہ ہل رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "میں نے دیکھا منارہ ہل رہا ہے اور اس کی اوپر کی منزل اتر کر ہمارے گھر میں آگئی ہے اور بغیر کسی نقص کے سیدھی کھڑی ہو گئی ہے۔ پہلے تو مجھے تشویش ہوئی مگر اس رؤیا کے بعد میرے گھر یہ لڑکا پیدا ہوا اس لئے میں نے اس کا نام منور احمد رکھا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے عشق تھا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام کے خزانے سے ایسے ایسے تابدار موتی اور گنجہائے گراں مایہ دنیا کے سامنے پیش کئے کہ دنیا عش عش کر اٹھی۔ آپ نے بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے تمام علماءِ عرب و عجم کو چیلنج دیا مگر کوئی مقابلے پر نہیں آیا۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود نے قرآن کریم کے وہ معارف اور نکات دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ تفسیر کبیر اور

تفسیر صغیر قرآن کریم کی شان دنیا پر ظاہر کرنے کے سلسلے میں اس زمانے میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ آپ نے بھی بالمقابل تفسیر نویسی کا چیلنج دیا لیکن کسی بڑے سے بڑے عالم کو یہ جرأت آج تک نہ ہو سکی کہ آپ کے مقابلے میں آ کر قرآن کریم کی تفسیر کر سکے۔ اس طرح بھی دنیا پر یہ ظاہر ہو گیا کہ مصلح موعود کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے سلطان القلم قرار دیا اور آپ کی تصانیف و تالیفات اسّی سے زیادہ ہیں۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے تحریر و تقریر کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت امیر المومنین مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کو اللہ تعالیٰ نے اس صنف میں بھی مسیح موعودؑ کا مثیل بنایا ہے۔ چنانچہ حضور نے بھی تحریر و تقریر میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کی نظیر پچھلے تیرہ سَو برس میں نہیں ملتی۔ حضور کی تقریروں کے مجموعے اور متعدد تصانیف چھپ کر قبول عام کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ تفسیر کبیر جیسی عظیم تالیف کے علاوہ حضور کی بے شمار دوسری کتابیں اس بات پر شاہد ہیں کہ حضور صحیح معنوں میں سلطان القلم کے مثیل ہیں۔ لیکن ایک اور خاص بات جو حضور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس میدان میں مماثلتِ تامہ بخشتی ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے زمانے میں ملکہ وکٹوریہ کو تبلیغ کر کے پیغام حق پہنچایا اور "تحفہ قیصریہ" کی تصنیف فرمائی اسی طرح حضرت مصلح موعود نے "تحفۃ الملوک" اور "دعوۃ الامیر" جیسی نادر تصانیف کے ذریعہ نظام حیدرآباد اور امیر امان اللہ خان والیٔ افغانستان کو پیغام حق پہنچایا۔ اس کے علاوہ "تحفہ شہزادہ ویلز" اور "تحفہ لارڈ ارون" حضور کے اُس درد اور جذبۂ تبلیغ کو ظاہر کرتے ہیں جو حضور کے قلبِ مطہر میں اسلام کے لئے پایا جاتا ہے۔ اس طرح حضور کی ان تصنیفات کے ذریعے اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش ہوئی اور ایک مرتبہ پھر بڑے زور کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ الہام سچا ثابت ہوا کہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔

غرض اللہ تعالیٰ نے حضور کی سیرت کی کچھ اس انداز میں تشکیل کی ہے اور حضور کی ذات ستودہ صفات کو ایسے سانچے میں ڈھالا ہے کہ کسی شعبے میں کسی پہلو سے نظر ڈالی جائے نہایت واضح طور پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ خدائے عالم الغیب کا یہ ارشاد کہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" بالکل صحیح، بالکل سچا اور سراسر حقیقت پر مبنی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے عہد سعادت میں حکومت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ پیشوایان مذاہب کی عزت کی حفاظت کے لئے مناسب انتظام ہونا چاہیئے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا تھا کہ اس بارے میں ملکی قانون بہت کمزور اور ناقص ہے اس لئے مختلف مذاہب کے بزرگوں پر حملے ہوتے رہتے ہیں اور اس سے ملکی فضا بہت خراب رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس بارے میں چند تجاویز بھی پیش فرمائی تھیں مگر

اُس وقت کی حکومت نے اِس طرف توجہ نہ دی اور حالات خراب سے خراب تر ہوتے چلے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اپنے عہد میں حکومت کو اِس طرف توجہ دلائی مگر پھر بھی حکومت متوجہ نہ ہوئی۔ آخر ایک ایسا موقعہ آیا کہ حکومت کو مجبوراً اِس طرف توجہ دینی پڑی۔ ایک آریہ راجپال نے ۱۹۲۴ء میں "رنگیلا رسول" نامی ایک کتاب شائع کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر نہایت گندے حملے کئے گئے تھے۔ حکومت نے اس پر مقدمہ چلایا لیکن قانون کی کمزوری کی وجہ سے مئی ۱۹۲۷ء میں راجپال بُری کر دیا گیا۔ اِس کے کچھ عرصہ بعد اپریل ۱۹۲۹ء میں علم دین نامی ایک مسلمان نوجوان نے راجپال کو قتل کر دیا۔ اِس موقعہ پر حضرت مصلح موعود نے پھر حکومت کو متوجہ کیا اور فرمایا کہ جب تک اِس قسم کی اشتعال انگیز تحریریں اور تقریریں بند نہیں ہوں گی اِس قسم کے واقعات ہوتے رہیں گے۔ آپ نے شملہ میں سرکاری افسروں سے ملاقات کی، آپ کی ہدایت پر مولوی عبدالرحیم صاحب دردؔ نے انگلستان کے اخبارات میں یہ سوال اُٹھایا اور پارلیمنٹ کے ممبروں کو توجہ دلائی اور آخر حکومت نے قانون کی خامی دُور کر کے اسے زیادہ سخت کر دیا۔ چنانچہ حضور کی اِن کوششوں کا اعتراف اُس وقت بہت سے اخباروں مثلاً انقلاب، ہمدرد، مشرق اور دُرِّ نجف نے کیا۔ اِس طرح حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعودؑ کی اِس خواہش کی تکمیل کرنے میں کامیابی حاصل کی کہ پیشوایانِ مذاہب کے احترام کا مناسب انتظام ہونا چاہیئے۔ اِس طرح گویا حضور نے حضرت مسیح موعودؑ سے مماثلت کا ایک اَور مظاہرہ فرمایا۔

غرض کسی پہلو سے بھی دیکھا جائے یہ حقیقت پوری طرح آشکار ہے کہ خدا تعالیٰ کا الہام انتہائی شان کے ساتھ پورا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے بارے میں جو یہ فرمایا تھا کہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" آج ہماری آنکھوں کے سامنے پورا ہو چکا ہے۔

آخر میں درخواست ہے کہ ہم سب کو حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعا کرنی چاہیئے بقول حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ؎

آج فرزندِ مسیحائے زماں بیمار ہے ... دعوئ داران محبت سو رہے جا کر کہیں؟
قوم احمدؑ جاگ تُو بھی جاگ اسکے واسطے ... اَن گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

پس آیئے! ہم سب مل کر دعا کریں کہ مولا کریم ہمارے پیارے امام کو صحتِ کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور حضور کو کام کرنے والی لمبی زندگی دے۔ آمین

اے مرے مولا مرے مالک اے میرے کردگار ... اے کہ تیری رحمتیں ہم پر ہیں بے حد و شمار
اے مرے ہادی مرے شافی مرے آمرزگار ... اے مرے پیا رے نہیں ہوتا ہے اب اَور انتظار

اب تو دل خوں ہو گئے آنکھیں ہیں ہر دم اشکبار
میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

رحم کر ہم پر خطائیں بخش دے مولا کریم
اپنے بندوں پر نظر رحمت کی کر رب الرحیم
دل ہمارے ہو گئے ہیں شدتِ غم سے دونیم
ختم کر دَورِ خزاں اب پھر چلا بادِ نسیم
شافیٔ مطلق مرے مولا مری سُن لے پکار
میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

ہم ترے ناچیز بندے ہیں ہمارا تُو ہے رب
تیرے ہی در پہ پڑے ہیں ہم تو مولا روز و شب
تُو نے فرمایا اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ ہے جب
اپنے اِن ناچیز بندوں کی دعائیں سُن لے اب
چھُٹ چلا ہے ہاتھ سے اب دامنِ صبر و قرار
میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

وہ کہ جس نے رات دن اسلام کی تبلیغ کی
زندگی جس کی سراسر خدمتِ دیں میں کٹی
جس نے دینِ حق کی خاطر جان کی پرواہ نہ کی
خدمتِ قرآں میں جس نے گذاری زندگی
اس کی بیماری نے کر رکھا ہے ہم کو بے قرار
میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

پھر وہ دن آئیں کہ مجلس میں ہو وہ جلوہ کناں
پھر وہ شمع اپنے پروانوں کے آئے درمیاں
پھر ہوں پہلے کی طرح عرفان کے چشمے رواں
پھر ہمیں لے چل الٰہی قادیاں دارالاماں
مضطرب دل کو کسی صورت تو آجائے قرار
میرے آقا کو شفا دے دے مرے پروردگار

خدا تعالیٰ کے دروازے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"جو لوگ ہر ایک ناپاکی کے دروازے اپنے پر بند کرتے ہیں اُنہیں پر اُس پاک کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔"
(تبلیغ رسالت جلد چہارم ص۵)

مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف

۳۷ سال بعد قلبِ یورپ میں اُس کشف کا ایمان افروز ظہور

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے روزِ سعید کی مبارک ساعتوں میں مصلح موعود والی پیشگوئی شائع ہونے کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک کشف کے ذریعہ بھی مصلح موعود کے پیدا ہونے اور اُس کے ہاتھوں عظیم الشان کارنامے انجام پانے کی بشارت دی اور آپ پر یہ ظاہر فرمایا کہ آپ کے اِس اولوالعزم فرزندِ موعود کا نام محمود ہوگا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنے اِس کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور مَیں نے مسجد کی دیوار پر اُس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ:۔

محمود

تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

مذکورہ بالا کشف میں نہ صرف یہ کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام پر یہ ظاہر کیا گیا کہ مصلح موعود کا نام محمود ہوگا بلکہ آپ کو مصلح موعود کا یہ نام ایک مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا نظر آیا۔ مسجد کی مناسبت سے اِس کشف کی ایک وسیع تر تعبیر یہ بھی تھی کہ مصلح موعود خلافت کے منصب پر بھی فائز کیا جائے گا۔ چنانچہ جب ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کے خلیفہ ثانی منتخب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت کی قیادت و سربراہی آپ کے سپرد ہوئی تو کشف کا یہ حصہ جس میں مصلح موعود کا نام مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا نظر آیا تھا بڑی آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا اور دنیا پر یہ آشکار کرنے کا موجب بنا کہ فی الحقیقت آپ ہی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق یعنی مصلح موعود ہیں۔ ہر چند کہ اپنے تعبیری معنوں کی رُو سے

یہ کشف ۱۹۱۴ء میں ہی پورا ہو چکا تھا تاہم الہیٰ مقدرات میں اِس کا ظاہری لحاظ سے ابھی پورا ہونا باقی تھا اور اسے پورا بھی ہونا تھا پورے ۷۲ سال بعد اور وہ بھی مصلح موعود کے اپنے وطن سے ہزارہا میل دُور خاص قلبِ یورپ میں۔ وہ اِس طرح کہ جب گزشتہ سال سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں سیّدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے ارشاد کے ماتحت جماعت احمدیہ کو سوئٹزرلینڈ کی سب سے پہلی مسجد تعمیر کرنے کی غیر معمولی توفیق ملی تو حضور کی خصوصی اجازت اور منظوری سے اس مسجد کا نام "مسجد محمود" رکھا گیا۔ چنانچہ مصلحِ موعود کا نام (جیساکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آج سے ۷۲ سال قبل ایک کشف میں دکھایا گیا تھا) اُس مسجد کی دیوار پر بخطِ جلی لکھا ہوا ہے اور اہلِ شہر کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے اور اِس امر پہ مہرِ تصدیق ثبت کر رہا ہے کہ مصلحِ موعود کے نام اور اُس کے کام کا تذکرہ دنیا کے کناروں تک پہنچ چکا ہے اور اُس کی شہرت دنیا میں دُور دُور تک پھیل چکی ہے۔ چنانچہ جب ۲۲ر جون ۱۹۶۳ء کو اِس عالیشان مسجد کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی تو مبلغِ سوئٹزرلینڈ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ نے ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے سوئٹزرلینڈ کے سربرآوردہ حضرات سے خطاب کرتے ہوئے اِس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ سوئٹزرلینڈ میں تعمیر ہونیوالی اِس سب سے پہلی مسجد کا نام "مسجد محمود" کیوں رکھا گیا ہے اور یہ نام اس کی دیوار پر جلی حروف میں کیوں کندہ ہے۔ اِس تعلق میں انہوں نے پیشگوئی مصلح موعود اور اس کی اہمیت اور اِس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا کشف کا بھی ذکر کیا اور اِس طرح بتایا کہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کا یہ کشف اب ۷۳ سال بعد اپنے ظاہری معنوں کے لحاظ سے بھی پورا ہو کر آپ کی صداقت کو ایک نئے رنگ میں ظاہر کر رہا ہے۔ اُن کی اِس نہایت درجہ اہم تقریر کا متعلقہ حصّہ ہم انگلستان سے شائع ہونے والے اسلامی مجلہ "مسلم ہیرلڈ" سے یہاں درج کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:۔

"خواتین و حضرات! آپ اِس نو تعمیر شدہ مسجد کی دیوار پر جرمن حروف میں یہ نام لکھا ہوا دیکھ رہے ہیں "Mahmud Moschee" (یعنی "مسجد محمود")۔ قدرتی طور پر آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا ہوگا کہ اِس نام کا مطلب کیا ہے اور یہ کیوں یہاں لکھا گیا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ صاحبان کی اطلاع کے لئے اِس مسجد کی وجہ تسمیہ پر روشنی ڈالنا نامناسب نہ ہوگا۔ سو اِس ضمن میں عرض ہے کہ وہ جماعت جس نے زرِ کثیر صرف کر کے یہ مسجد تعمیر کی ہے جماعتِ احمدیہ کے نام سے موسوم ہے جسے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۸۹ء میں قائم فرمایا تھا۔ آپؑ کا دعویٰ یہ تھا کہ آپ اِس آخری زمانہ میں اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل کے طور پر دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں اور یہ کہ آپ کے وجود

میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور اس لحاظ سے آپ وہی موعود ریفارمر ہیں جس کے ظہور کی متعدد انبیائے ماسبق اور دیگر اولیاء اللہ نے خبر دی تھی۔ آپ کی بعثت سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ وہ اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو دنیا میں آشکار کرنے کے لئے ایک عظیم الشان نشان ظاہر کرے گا۔ آپ نے اس خدائی وعدے کو جو ایک پیشگوئی کے رنگ میں تھا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار کی شکل میں شائع فرمایا۔ وہ پیشگوئی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نو سال کے اندر اندر آپ کو ایک زکی غلام یعنی عظیم الشان صفات والا فرزند عطا فرمائے گا۔ وہ لڑکا دنیا میں جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا، وہ لوگوں پر دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کر دکھائے گا، وہ جلد جلد بڑھے گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی شائع فرمانے کے بعد یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اور اشتہار شائع فرمایا جو آپ کے ایک کشف پر مشتمل تھا۔ اس کشف میں آپ کو اس فرزندِ موعود کا نام "محمود" ایک مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا دکھایا گیا تھا۔ یہ دراصل پیشگوئی تھی کہ یہ فرزندِ موعود آپ کے جانشین کے طور پر خلافت کے بلند منصب پر فائز کیا جائے گا۔ یہ اولوالعزم فرزندِ موعود خدائی وعدہ کے عین مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا۔ جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام جن کا نام نامی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کے وہی فرزندِ موعود ہیں۔ آسمانی بشارت کے مطابق آپ خارق عادت طور پر نہایت درجہ ذہین و فہیم واقع ہوئے ہیں اور آپ نے اپنی زندگی میں بہت تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں ابھی آپ کی عمر ۲۵ سال ہی تھی کہ جماعت نے آپ کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا جانشین یعنی خلیفۂ ثانی منتخب کیا۔ آپ کی رہنمائی اور قیادت میں جماعتِ احمدیہ زمین کے کناروں تک پھیل چکی ہے۔ قرآنِ مجید کے دنیا کی اٹھارہ زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں جن میں سے بعض تراجم تو کتابی صورت میں شائع ہو گئے ہیں اور باقی بھی رفتہ رفتہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آجائیں گے۔ برصغیر پاک و ہند میں قائم ہونے والے مراکز کے علاوہ باقی دنیا میں جماعتِ احمدیہ کے ۵۰ کے قریب تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں جو اپنے سے دس گنا زیادہ تعداد میں ذیلی مراکز اور ان کی شاخوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ دنیا کے مختلف علاقوں

ہیں سکولوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔ ایسے ۵۰ سے زائد تعلیمی ادارے گھانا، نائیجیریا، سیرالیون، کینیا، ٹانگانیکا، یوگنڈا، ملایا اور انڈونیشیا میں کامیابی سے چل رہے ہیں۔ "مسجد محمود" یورپ میں پانچویں اور اگر جماعت احمدیہ کی طرف سے امریکہ اور افریقہ میں تعمیر کردہ مساجد کو بھی شامل کر لیا جائے تو دنیا میں ۲۸۷ ویں مسجد ہے۔ یہ تمام مساجد جنہیں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے فرزند موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ہی تعمیر کرایا ہے ایک زبردست نشان کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان سب مساجد پر ظاہری طور پر نہ سہی معنوی طور پر از خود آپ کا نام کندہ ہے اور یہ اپنی اس حیثیت میں اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے پر دلالت کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر آج سے ۷۷ سال قبل کی گئی تھی۔ اس عظیم الشان خدائی نشان کو اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھنے کے لئے آپ کی خاص اجازت اور منظوری سے اس مسجد کا نام آپ کے اپنے نام پر "مسجد محمود" رکھا گیا ہے۔"

(ترجمہ از "مسلم ہیرلڈ" لندن بابت دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۵-۱۶)

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے عہد سعادت میں عین قلب یورپ میں ایک عالیشان مسجد کا تعمیر ہونا اور اس کی دیوار پر آپ کے نام کا کندہ ہونا ایک عظیم الشان خدائی نشان ہے جو ہمارے لئے ازحد خوشی اور ازدیاد ایمان کا موجب ہے کیونکہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کشف جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے آج سے ۷۳، ۷۴ سال پہلے دکھایا تھا ایک دفعہ پھر اپنے ظاہری معنوں کی رو سے بڑی آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا ہے اور اس سے پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت و اہمیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ایک نئے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے۔ خاص خدائی بشارت کے بغیر کون یہ کہہ سکتا تھا کہ اس کے ہاں ایسا اولوالعزم فرزند پیدا ہوگا اور پھر نہ صرف یہ کہ وہ زندہ رہے گا بلکہ دراز عمر پائے گا اور وہ اسلام کو دنیا میں غالب کر دکھانے میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دے گا کہ دنیا مبہوت ہو کر رہ جائے گی۔ اور پھر کس میں یہ طاقت تھی کہ وہ یہ پیشگوئی کرنے کے بعد دنیا کے کونے کونے میں اس کے لفظ لفظ کو پورا بھی کر دکھائے۔ وہ سینکڑوں مساجد جو یورپ و ایشیا اور افریقہ و امریکہ میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے تعمیر کرائی ہیں اس امر کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہی ہیں کہ آج قلب یورپ میں تعمیر ہونے والی ایک مسجد ہی نہیں

بلکہ مشرق و مغرب کی سینکڑوں مسجدوں کی دیواروں پر مصلح موعود کا نام نامی جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ وہ مسجد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آج سے ۷۴ سال قبل دکھائی گئی تھی روئے زمین پر تعمیر ہونے والی سینکڑوں ہی نہیں ہزاروں ہزار مسجدوں کی قائم مقام تھی کیونکہ آئندہ بھی دنیا کے دور و دراز ممالک میں جماعت احمدیہ کو جو نئی مسجدیں تعمیر کرنے کی توفیق ملے گی وہ مصلح موعود کی برکت کے طفیل ہی ملے گی اور ان سب کی دیواروں پر معنوی لحاظ سے مصلح موعود ہی کا نام ثبت ہوتا چلا جائے گا اور دنیا پر یہ حقیقت آشکار ہوتا چلا جائے گا کہ دنیا میں اسلام غالب آیا ہے تو مصلح موعود کی موعودہ اولوالعزمی کے طفیل ہی غالب آیا ہے۔

خدائی وعدوں کے پیہم پورا ہوتے چلے جانے پر ہمارا اولین فرض یہی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی اس آواز پر لبیک کہیں اور کہتے چلے جائیں:۔

"اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تاکہ ہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، زمین اور آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء مطبوعہ الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء)

مسیح پاکؑ کی عاجزانہ دُعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں:۔

"اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اُٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔"

(حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۱۹۳)

غلامانِ محمدؐ

(مکرم شیخ روشن دین صاحب تنویر۔ ربوہ)

پھر جوش سے اٹھے ہیں غلامانِ محمدؐ
سینوں سے لگائے ہوئے قرآنِ محمدؐ

ہے خوفِ خدا کا جو جلال اُن کی نظر میں
کردار سے ہے جلوہ نما شانِ محمدؐ

ہے حُسنِ عمل اسوۂ حسنہ کے سوا کیا
قرآن ہے اِک روضۂ رضوانِ محمدؐ

پھر شور زمانے میں پڑا صلّ علیٰ کا
خدامِ مسیحؑ ہیں حدی خوانِ محمدؐ

تنویر کو یارب دے اسی راہ کی توفیق
جس راہ چلے بوذرؓ و سلمانؓ محمدؐ

بچوں کا صفحہ

بچے کا پہلا سفر

(محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی۔ لاہور)

قریش کی ساری قوم تجارت پیشہ تھی۔ ہر سال اُن کے تجارتی قافلے شام، عراق، فلسطین، اور مصر تک جایا کرتے تھے۔ اور دوسری طرف ہندوستان سے لے کر چین تک کے ممالک سے ان کے تجارتی تعلقات قائم تھے۔ جو چیزیں دوسرے ملکوں میں ہوتیں وہ خرید لاتے۔ جو اپنی چیزیں لے جاتے وہ دوسرے ملکوں میں بیچ آتے۔

تجارت میں قریش کو ایک بڑی آسانی یہ تھی کہ اگرچہ عرب میں اُس وقت عام طور سے لُوٹ مار کی گرم بازاری تھی۔ افراد چھوڑ قافلے تک بھی ڈاکوؤں، رہزنوں اور لٹیروں سے امن میں نہ تھے۔ مگر قریش چونکہ کعبہ کے متولّی تھے اور کعبہ کی تعظیم عرب کا ہر شخص کرتا تھا اس لئے قریش کا سارے عرب کے لوگوں میں خاص ادب تھا اور اِسی احترام کا نتیجہ تھا کہ قریش کے تجارتی قافلے صحراؤں کو عبور کرتے، جنگلوں میں سفر کرتے، وادیوں میں سے بھرتے اور بیابانوں میں سے گزرتے تھے مگر انہیں کوئی کچھ نہ کہتا تھا۔

ابوطالب بھی اِسی قوم کے ایک معزز فرد تھے اور اکثر تجارت کے لئے قافلہ کے ساتھ شام جایا کرتے تھے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد جب اُن کو شام کا تجارتی سفر پیش آیا تو اُس وقت اُن کے بھتیجے کی عمر دس برس کی تھی۔ ابوطالب کو اگرچہ بھتیجے سے کمال درجہ کی محبت تھی اور وہ اُن کو اپنے سے جُدا کرنا نہیں چاہتے تھے مگر راستہ دشوار اور منزل کٹھن تھی اور بھتیجے کی ذرا سی تکلیف بھی چچا کو گوارا نہ تھی اس لئے انہوں نے چاہا کہ بھتیجے کو گھر پر ہی چھوڑ جائیں اور اسکے دوسرے چچاؤں کو اس کی حفاظت اور خبر گیری کی تاکید کر جائیں چنانچہ سفر کی تیاریاں ہوتی رہیں۔ سامان بندھتا رہا اور یہ سب کچھ ننھے بچّے کے سامنے ہوتا رہا مگر وہ کچھ نہ بولا اور چُپ رہا۔

جب روانگی کا وقت آیا اور ابوطالب اونٹ پر چڑھ کر جانے لگے تو بھتیجے نے آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور بڑے ہی درد بھرے لہجہ میں کہا "چچا! آپ تو جا رہے ہیں مگر مجھے کس پر چھوڑ چلے؟" —— یہ کہتے کہتے بچّے کے آنسو نکل آئے۔

یہ الفاظ تیر تھے جو بھتیجے کے مُنہ سے نکلے اور چچا کے دل میں پیوست ہو گئے۔ ابوطالب کا جی

بھتیجے کی بےکسی پر کٹ گیا۔ فوراً اونٹ کو بٹھایا اور اُتر کر بھتیجے کو چھاتی سے لگا لیا۔ پیار کیا اور فرمانے لگے "نہیں بیٹا! رو مت۔ میں تجھے رنجیدہ نہیں دیکھ سکتا۔ چل میرے ساتھ ہی چل"۔ یہ کہہ کر بھتیجے کو اونٹ پر اپنے آگے بٹھا لیا اور شام روانہ ہو گئے۔

یہ تھا میرے آقا (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا پہلا سفر۔

خدا تعالیٰ کی عظمت کے کرشمے

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اے خدا کمزور ہیں ہم اپنے ہاتھوں سے اٹھا
ناتواں ہم ہیں ہمارا خود اٹھا لے سارا بار

تیری عظمت کے کرشمے دیکھتا ہوں ہر گھڑی
تیری قدرت دیکھ کر دیکھا جہاں کو مُردہ وار

کام دکھلائے جو تُو نے میری نصرت کیلئے
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے ہر زماں وہ کاروبار

کِس طرح تُو نے سچائی کو مری ثابت کیا
مَیں ترے قرباں مری جاں تیرے کاموں پر نثار

ہے عجب اِک خاصیت تیرے جمال و حُسن میں
جس نے اِک چمکار سے مجھ کو کیا دیوانہ وار

(دُرِّثمین)

مجالس انصار اللہ کیلئے ہدایات

برائے سال سنہ ۱۹۶۴ء
۱۳۴۳ ہش

قیادتِ عمومی :-

۱- ہر ماہ کی دس تاریخ تک گذشتہ ماہ کی رپورٹ کارگذاری مرکز میں پہنچ جانی چاہئیے۔ ازراہ کرم اس میں کسی قسم کا تساہل نہ ہونے دیا جائے۔

۲- سالانہ اجتماع انصار اللہ میں نہ صرف نمائندگان شوریٰ تشریف لائیں بلکہ دیگر اراکین مجلس انصار اللہ بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس میں شرکت فرما کر اس کی برکات سے متمتع ہونے کی کوشش کریں۔ تمام زعماء اعلیٰ اصحاب اجتماع میں کثرت سے شمولیت کیلئے احباب کو تحریک فرماتے رہیں۔

۳- ماہنامہ "انصار اللہ" کی توسیع اشاعت کیلئے خاص مساعی بروئے کار لائی جائیں تاکہ یہ رسالہ خود کفیل ہو سکے۔

۴- امسال سالانہ اجتماع کے موقعہ پر آئندہ تین سال کے لئے صدر مجلس کا انتخاب ہوگا۔ لہٰذا آپ اپنی مجلس عاملہ کی منظوری سے پندرہ ستمبر تک صدر کے عہدہ کے لئے ایک نام تجویز کر کے مرکز میں بھجوائیں۔

۵- شوریٰ انصار اللہ کے لئے تجاویز مقامی عاملہ کی وساطت سے ۱۵ ستمبر تک مرکز میں پہنچ جانی چاہئیں۔

۶- عہدیداران انصار اللہ کے تقرر کی میعاد ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۶۴ء کو ختم ہو رہی ہے۔ آئندہ تین سال کے لئے عہدیداران زعماء / زعماء اعلیٰ۔ ناظمین اضلاع اور ناظمین اعلیٰ کا انتخاب یکم نومبر سے ۱۰ دسمبر تک کے دوران کر لیا جائے منظوری کیلئے نام ۱۷ دسمبر تک مرکز میں پہنچ جائیں۔

۷- بڑی مجالس بالخصوص ضلعی و علاقائی مجالس اپنے ہاں تربیتی اجتماعات کے لئے تاریخیں تجویز کر کے منظوری کے لئے مرکز میں بھجوائیں۔

قیادتِ مال :-

(قائد مال :- مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب)

۱- بجٹ فارم اگر اس وقت تک واپس بھجوائے نہیں جا سکے تو بعد تکمیل جلد واپس بھجوا دیئے جائیں۔

۲- کوشش کی جائے کہ ہر رکن انصار اللہ سے باقاعدہ ہر ماہ چندہ جات انصار اللہ وصول کئے جائیں۔ شرح درج ذیل ہے :-

چندہ مجلس :- کل آمد پر بحساب ۱/۲ پیسہ فی روپیہ بشرطیکہ تین روپے سالانہ سے کم نہ ہو۔

" اجتماع :- ایک روپیہ سالانہ فی رکن۔

" اشاعت لٹریچر :- ایک روپیہ سالانہ فی رکن۔

" تعمیر دفتر :- حسب استطاعت۔

نوٹ :- حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال رواں کے لئے مندرجہ ذیل بجٹ منظور فرمایا ہے :-

چندہ مجلس	:-	۳۰،۰۰۰
،، تعمیر دفتر	:-	۴،۰۰۰
،، سالانہ اجتماع	:-	۴،۵۰۰
،، اشاعتِ لٹریچر	:-	۴،۰۰۰
مستقل ریزرو فنڈ	:-	۲،۰۰۰
ریزرو مشروط بہ آمد	:-	۳،۰۰۰
کل میزان		۴۷،۵۰۰

قیادت اصلاح وارشاد:-

(قائد اصلاح وارشاد:- مکرم شیخ مبارک احمد صاحب)

۱- ہر رکن مجلس کو تحریک کی جائے کہ سال میں کم از کم ایک شخص کی اصلاح کرکے اسے اسلامی انوار کا گرویدہ بنائے نیز جماعت احمدیہ کے عقائد کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش کرے۔

۲- انصاراللہ کو قلمی جہاد اور مضمون نویسی کی طرف توجہ دلائی جاتی رہے۔

۳- صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو کی ایک ایک کاپی مرکز میں بھجوائی جائے اور ایک کاپی مقامی مجلس میں محفوظ رکھی جائے نیز مختصر طور پر ان کے حالات ان سے لکھوا کر مرکز میں بھجوائے جائیں۔

۴- ہر رکن کو سال میں کم از کم ایک ہفتہ اصلاح وارشاد کے لئے وقف کرنے کی تحریک کی جائے۔

۵- حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت مطبوعہ صفحہ ۳۲ راہِ ہدیٰ کی تعمیل میں ہر مجلس مرکزی ہدایات کے ماتحت ایک ہفتہ منائے جس میں اس سال عیسائیت اور اس کے اسلام پر اعتراضات اور ان کے جوابات سے دوستوں کو آگاہ کیا جاوے اور ہفتہ ختم ہونے پر لوگوں کا زبانی امتحان لیا جائے۔" (راہِ ہدیٰ کا نسخہ مرکز سے طلب فرمائیے)۔

۶- انصاراللہ کو تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دی جائے۔

قیادتِ تربیت:-

(قائد تربیت:- مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل)

۱- تربیتِ اولاد کی طرف خاص توجہ دی جائے والدین کو گاہے بگاہے اس کی طرف توجہ دلائی جاتی رہے۔

۲- نماز باجماعت کی تاکید اور شعائر اسلام بالخصوص سادہ زندگی کی تلقین کی جاتی رہے۔

۳- صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور علماء سلسلہ کے واقعات و حالات قلمبند کرکے مرکز میں بھجوائے جائیں تاکہ ان کی اشاعت کے ذریعہ تربیت جماعت کا فریضہ ادا کیا جا سکے۔

۴۔ تمباکو نوشی و خوری سے اجتناب کی ترغیب دی جائے۔

۵۔ احباب کو ایسی تلقین کی جاتی رہے جس سے احباب کو نظام خلافت سے وابستگی کو مضبوط تر کرنے میں مدد مل سکے۔

۶۔ اصلاح معاشرہ کے لئے خاص کوشش کی جائے اور اس سلسلہ میں ایک ہفتہ منایا جائے۔

قیادتِ تعلیم:۔

(قائدِ تعلیم:۔ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس)

۱۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ:۔

"مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ کتب سلسلہ کے امتحانوں میں شریک ہونے والوں کی تعداد خدام میں بھی اور انصار میں بھی ابھی تک بہت کم ہے اس کا ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ کوئی خواندہ ممبر انصار اللہ سوائے بیماری یا کسی اور سخت معذوری کے ایسے امتحان کی شرکت سے محروم نہ رہے۔ یہ امتحان گویا ایک گھریلو درس گاہ کا حکم رکھتا ہے۔ اور ضروری ہے کہ ان امتحانوں میں انصار اللہ زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔" (ماہنامہ انصار اللہ نومبر ۱۹۶۲ء)

اس ارشاد کی تعمیل میں ہر رکن اپنی لیاقت کے مطابق معیار اوّل یا معیار دوم کے مندرجہ ذیل امتحانات میں شریک ہوگا۔

نصاب

معیار اوّل:۔

۱۔ سہ ماہی اوّل:۔ تاریخ امتحان ۳/۴۳/۶۴ ۱۳ بروز جمعہ برائے ربوہ و ۳/۴۳/۶۴ ۱۵ بروز اتوار برائے بیرون جات۔

نصاب:۔

(ا)۔ ضرورۃ الامام۔		(ب)۔ ترجمہ نماز۔		(ج)۔ دس شرائط بیعت۔

۲۔ سہ ماہی دوم:۔ تاریخ امتحان ۶/۴۳/۶۴ ۱۲ بروز جمعہ برائے ربوہ و ۶/۴۳/۶۴ ۱۴ بروز اتوار برائے بیرون جات۔

نصاب:۔

(ا)، ترجمہ نصف دوم پارہ پانچ۔		(ب)۔ نماز جنازہ کا طریق اور دعائیں۔		(ج)۔ وفاتِ مسیح کے پانچ دلائل قرآن مجید سے۔

۳۔ سہ ماہی سوم:۔ تاریخ امتحان ۹/۴۳/۶۴ ۱۱ بروز جمعہ برائے ربوہ و ۹/۴۳/۶۴ ۱۳ بروز اتوار برائے بیرون جات۔

نصاب:۔

(ا)۔ برکات الدعا۔		(ب)۔ نکاح کے متعلق آیاتِ قرآنی حفظ و ترجمہ۔		(ج)۔ صداقتِ حضرت مسیح موعود کے پانچ دلائل۔

۴۔ سہ ماہی چہارم:۔ امتحان کی تاریخ ۱۲/۴۳/۶۴ ۱۱ بروز جمعہ برائے ربوہ و ۱۲/۴۳/۶۴ ۱۳ بروز اتوار برائے بیرون جات۔

نصاب:۔

(ا)۔ آخری پارہ کا ربع دوم ترجمہ)		(ب)۔ ربع دوم کی پہلی تین سورتیں التطفیف۔ الانشقاق۔ البروج حفظ

(ج)۔ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پانچ کارنامے۔

معیار دوم:۔ (برائے ناخواندہ اراکین)

۱۔ سہ ماہی اوّل نصاب:۔ (۱)۔ ترجمہ نماز۔ (ب) ضرورۃ الامام کا مضمون زبانی سُن کر۔ (ج)۔ دس شرائط بیعت زبانی سُن کر۔

۲۔ سہ ماہی دوم نصاب:۔ (۱)۔ قاعدہ یسرنا القرآن یا قرآن مجید ناظرہ جتنا ہو سکے۔ (ب)۔ نماز جنازہ حسب معیار اوّل۔

(ج)۔ وفاتِ مسیح کے کوئی سے پانچ دلائل۔

۳۔ سہ ماہی سوم نصاب:۔ (۱)۔ ترجمہ نماز۔ (ب)۔ برکات الدعا کا مضمون سن کر۔ (ج)۔ صداقت حضرت مسیح موعود کے کوئی سے پانچ دلائل۔

۴۔ سہ ماہی چہارم نصاب:۔ (۱)۔ قرآن مجید ناظرہ جتنا ہو سکے۔ (ب)۔ معیار اول کی تین سورتوں میں سے کوئی ایک سورت۔

(ج)۔ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پانچ کارنامے (مطابق معیار اوّل)

انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ۹ سے ۱۴ سال کی عمر کے بچوں کی دینی معلومات کا مقابلہ کا امتحان ہوگا اور حسب قواعد اول و دوم آنے والوں کو انعام بصورت فیس دیا جائیگا۔ بچوں کو ابھی سے تحریک کی جائے کہ وہ اس مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں۔

نصاب امتحان اطفال

(۱) (۱)۔ عبادات اور ان کی ضرورت۔ (ب)۔ اخلاق اور ان کی ضرورت۔ (ج)۔ رسالہ روزہ۔

(د)۔ انٹرویو برائے معلوماتِ عامہ متعلق اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

(۲)۔ روزانہ بعد نماز فجر یا مغرب یا دونوں اوقات میں درس کا اہتمام کیا جائے جس میں تفسیر کبیر۔ حدیث شریف۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ملفوظات یا تذکرہ سنانے کا انتظام ہو۔

نوٹ:۔ کتب مقررہ برائے امتحان الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گول بازار ربوہ سے مل سکتی ہیں۔ کتب کے متعلق براہ راست الشرکۃ سے خط وکتابت کی جائے:

والسلام

خاکسار۔ شیخ محبوب عالم خالد ایم ۔ اے

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

۲۴ جنوری ۱۹۶۴ء

(باقی)

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ماہ فروری ۱۹۶۴ء

نتیجہ امتحان ترجمہ و حفظ قرآن مجید پارہ تیسں ربع اول

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ۸ دسمبر ۱۹۶۳ء کو اراکین انصار اللہ سے قرآن مجید کے تیسویں پارہ کے ربع اول کے ترجمہ و حفظ کا امتحان لیا گیا تھا کامیاب ہونے والے دوستوں کے نام ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

اس امتحان کے معیار اوّل میں مکرم پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر ربوہ اول اور مکرم پیرزادہ محمد اکبر صاحب سقراط گولیکی ضلع گجرات دوم رہے ہیں۔ معیار دوم میں مکرم مولوی محمد نورالدین صاحب اجمل گولیکی ضلع گجرات اول اور مکرم چوہدری مولاداد صاحب گولیکی ضلع گجرات دوم رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان دوستوں کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
فیکٹری ایریا ربوہ	۱	مکرم محمد علی صاحب	تھرڈ	دارالصدر غربی ب	۱۱	قاری محمد امین صاحب	سیکنڈ
	۲	مکرم محمد عبداللہ صاحب	"		۱۲	مکرم ماسٹر شیر علی صاحب	"
	۳	ٹھیکیدار محمد رمضان صاحب	"		۱۳	" محفوظ الرحمٰن صاحب	تھرڈ
	۴	سید عبدالمنان صاحب	سیکنڈ		۱۴	" محمد ابراہیم صاحب ناصر ایم اے	فرسٹ
	۵	مکرم محمد احمد صاحب	"	دارالرحمت وسطی ربوہ	۱۵	حاجی محمد فاضل صاحب	"
	۶	مرزا محمد یعقوب صاحب	تھرڈ		۱۶	راجہ نصیر الدین صاحب خادم	سیکنڈ
	۷	ملک بشارت احمد صاحب	"		۱۷	میاں عطاء الرحمٰن صاحب	فرسٹ
دارالصدر غربی ب	۸	چوہدری اللہ بخش صاحب	فرسٹ	دارالرحمت غربی ربوہ	۱۸	مکرم خان میر صاحب	"
	۹	حاجی عبدالکریم صاحب	"		۱۹	" ملک محمد یار صاحب	تھرڈ
	۱۰	چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب	"		۲۰	" حکیم عبدالرحمٰن صاحب	سیکنڈ

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
دار الرحمت غربی ربوہ	۲۱	بابو محمد عبد اللہ صاحب	فرسٹ
	۲۲	کیپٹن محمد سعید صاحب	سیکنڈ
راولپنڈی	۲۳	مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی	تھرڈ
	۲۴	مکرم عبد القادر صاحب بھٹی	"
	۲۵	مکرم صلاح الدین صاحب	سیکنڈ
	۲۶	مکرم خورشید عالم صاحب	تھرڈ
	۲۷	سید محمد حسین صاحب	"
	۲۸	شیخ غلام نبی صاحب	"
	۲۹	ملک عبد الحمید صاحب	"
	۳۰	حکیم محمد جمیل صاحب	سیکنڈ
بشیر آباد سٹیٹ	۳۱	محمد ابراہیم صاحب خلیل	"
	۳۲	پیر محمد صاحب اکاؤنٹنٹ	"
	۳۳	مکرم محمد عبد اللہ صاحب	فرسٹ
سول لائن لاہور	۳۴	ڈاکٹر عبد الواحد صاحب	"
	۳۵	حاجی فضل محمد صاحب	تھرڈ
	۳۶	حکیم جان محمد صاحب	"
	۳۷	منشی سربلند خان صاحب	فرسٹ
اسلامیہ پارک لاہور	۳۸	مکرم مرزا ناصر علی صاحب	تھرڈ
	۳۹	ملک بشیر احمد صاحب	سیکنڈ
	۴۰	مکرم عبد الستار صاحب	"
پشاور شہر	۴۱	مرزا عبد الحمید صاحب	"
پشاور شہر	۴۲	مکرم عبد الکریم صاحب	سیکنڈ
	۴۳	خواجہ محمد شریف صاحب	تھرڈ
	۴۴	مکرم محمد الطاف صاحب	سیکنڈ
سیالکوٹ	۴۵	مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب	"
	۴۶	مکرم بابو محمد اقبال صاحب	"
چک نمبر ۳۰ ضلع منٹگمری	۴۷	مکرم ماسٹر چراغ دین صاحب	"
جہلم	۴۸	مکرم عبد الکریم صاحب	فرسٹ
	۴۹	والدہ محمد ابراہیم صاحب	سیکنڈ
	۵۰	مکرم حکیم عبد اللہ صاحب	"
	۵۱	مکرم سید زمان شاہ صاحب	"
سمبڑیال ضلع سیالکوٹ	۵۲	مکرم قریشی محمد ابراہیم صاحب	تھرڈ
	۵۳	مکرم سراج الدین صاحب	سیکنڈ
	۵۴	مکرم محمد امین صاحب	"
	۵۵		
کوئٹہ	۵۶	شیخ بشیر احمد صاحب سکھری	تھرڈ
	۵۷	مکرم عبد الواحد صاحب	"
	۵۸	مکرم احمد دین صاحب بٹ	"
	۵۹	صوبیدار امیر محمد عبد الرحمن صاحب	سیکنڈ
	۶۰	مکرم محمد احمد صاحب فاضل	فرسٹ
	۶۱	مکرم عبد الباسط صاحب	سیکنڈ

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
کوئٹہ	۶۲	مکرم نواب دین صاحب	سیکنڈ
	۶۳	مکرم قاضی شریف الدین صاحب	تھرڈ
	۶۴	مکرم فیض الحق خان صاحب	سیکنڈ
	۶۵	مکرم محمد عیسےٰ خان صاحب	فرسٹ
	۶۶	مکرم غلام حسین صاحب	تھرڈ
	۶۷	مکرم محمد عبد الغنی صاحب جنجوعہ	"
سکھر	۶۸	مکرم قریشی عبد الرحمٰن صاحب	سیکنڈ
	۶۹	مکرم راجہ فخر الدین صاحب	"
	۷۰	صوفی محمد فصیح صاحب	"
	۷۱	ملک محمد شریف صاحب	"
اوکاڑہ	۷۲	مستری محمد حسین صاحب	فرسٹ
	۷۳	مکرم جیون خان صاحب	تھرڈ
کراچی	۷۴	محمد اشرف خان صاحب	"
	۷۵	مکرم سردار محمد صاحب	"
	۷۶	مکرم نصیر احمد صاحب ناظم آباد	"
	۷۷	مکرم چوہدری سلطان محمود صاحب	فرسٹ
	۷۸	سید محمد یوسف شاہ صاحب	تھرڈ
	۷۹	مکرم رفیع الزمان صاحب	فرسٹ
	۸۰	مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل	تھرڈ

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
	۸۱	مکرم محمد عبد اللہ صاحب جہر	سیکنڈ
	۸۲	مکرم عزیز اللہ صاحب	"
ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ	۸۳	ڈاکٹر حاجی عبد الرحمٰن صاحب	تھرڈ
	۸۴	چوہدری برکت علی صاحب	"
گولیکی	۸۵	پیرزادہ فیض عالم صاحب	فرسٹ
	۸۶	پیرزادہ محمد اکبر صاحب سقراط	"
	۸۷	مکرم ماسٹر اللہ دتہ صاحب	"
	۸۸	پیرزادہ محمد اکبر صاحب سیکرٹری	فرسٹ
کنڑی سندھ	۸۹	مکرم ماسٹر فضل دین صاحب طارق	سیکنڈ
	۹۰	مکرم شبیر حسین شاہ صاحب	"
	۹۱	سید عمر شاہ صاحب	تھرڈ
دار الرحمت غربی ربوہ	۹۲	خواجہ عبد القیوم صاحب	"
		معیار دوم	
بشیر آباد سٹیٹ	۱	مکرم محمد صادق صاحب	سیکنڈ
	۲	مکرم محمد انور صاحب	"
	۳	مکرم منشی محمد الدین صاحب صحابی	"
	۴	مکرم عطاء اللہ صاحب صحابی	"

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
اوکاڑہ	۵	شیخ فضل دین صاحب	فرسٹ	گولیکی ضلع گجرات	۹	چوہدری احمد خان صاحب	فرسٹ
گولیکی ضلع گجرات	۶	خوشی محمد صاحب	"		۱۰	چوہدری علی محمد صاحب	"
	۷	چوہدری سردار خان صاحب نمبردار	"		۱۱	مولوی محمد نورالدین صاحب اجمل	" نسٹ
	۸	چوہدری محمد خان صاحب	"		۱۲	سردار خان صاحب ولد کرم دین صاحب	"
					۱۳	چوہدری مولاداد صاحب	"

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

★ ═══ ★

— ضیاء الاسلام پریس ربوہ —

اس زمانہ میں سب سے بڑا گناہ دنیا کی محبت ہے

خدا کو ہر بات میں مقدم کرنا چاہئیے یہی دین کا خلاصہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"سب سے بڑا گناہ جو اس وقت مسلمانوں کے درمیان پھیلا ہوا ہے وہ دنیا کی محبت ہے - سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت لوگوں کو دنیا کا غم لگا ہوا ہے - اگر اس قدر غم کسی کو دین کے واسطے ہوتا تو بیڑا پار ہو جاتا - ملازم لوگ اپنی نوکری میں چست رہتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو فکر میں پڑ جاتے ہیں - خدا کی عظمت کو دل میں قائم رکھنا چاہئیے - اکثر لوگ ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے ہیں - دین کے کام میں برسوں صبر کرنے سے کام بنتا ہے - صرف پھونک مار دینے سے کام نہیں بن سکتا - خدا تعالیٰ فرماتا ہے کیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں اتنے پر ہی راضی ہو جاؤں گا کہ وہ منہ سے کہدیویں کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جاوے - اگر یہ سنت ہوتی کہ پھونک مارنے سے سب ولی ہو جاتے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور اپنے اصحاب کو امتحان میں ڈلوا کر ان کے سر نہ کٹواتے - وہ بیوقوف ہے جو خیال کرتا ہے کہ مغفرت الٰہی کا حاصل کرنا حلوائے بے دودہ ہے - ہر ایک نعمت مشقت کو چاہتی ہے .... جس نے دین کو مقدم کیا وہ خدا کے ساتھ مل گیا - نفس کو خاک کے ساتھ ملا دینا چاہئیے - خدا کو ہر بات میں مقدم کرنا چاہئے - یہی دین کا خلاصہ ہے "-

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق)

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -